شمائلہ دلعباد

عہد رفتہ

"ماہین! برانڈز کے علاوہ بازار کا چکر بھی لگا لو، مناسب قیمت میں بہترین چیزیں وہاں بھی نظر آجائیں گی۔ اب اتنے سالوں بعد آئی ہو پاکستان سے تحفے تو لے کر ہی جاؤ گی۔"

"مشورہ تو آپ کا بہت اچھا ہے بڑی بھابھی۔" پانچوں بھابھیوں میں سے بڑی بھابھی سے اسے اب ویسے بھی بزرگانہ سی خوشبو آنے لگی تھی۔

نند، بھابھی خریداری پر بات کرتے ہوئے جونہی ٹی وی لاؤنج میں داخل ہوئیں دیوار گیر بڑی سی ٹی وی اسکرین پر ہیرو نے تڑپ کر ہیروئن کو گلے لگا لیا۔ اب برطانوی ہیرو فرانسیسی لاڈ کرنے کے لیے کوئی اور کارروائی کرنا چاہتا تھا کہ ٹی وی دیکھتے ہوئے لڑکیوں نے ریموٹ، ریموٹ کا نعرہ لگانا شروع کر دیا۔ ان کی نعرے بازی سے پہلے ہی بڑی بھابھی سوئچ آف کر چکی تھیں۔

"ارے، خدا کی مار ان گوروں پر، ہماری نسلیں تباہ کر رہا ہے۔ ان لڑکیوں کے لیے تو میری مار ہی کافی ہے۔"

انہوں نے آگ بگولا ہو کر صوفے کے نیچے گھسا ریموٹ نکالتی اپنی بیٹی کی کمر پر دھمو کا جڑا۔

"اخلاقیات کی کمر یہ ٹی وی توڑ رہا ہے تم لوگوں کی، میں اپنے ہاتھوں سے توڑ دوں گی۔ بستر پر لٹا کر روٹی دینی آسان ہے مجھے۔"

اس سے پہلے کہ بڑی بھابھی دیوروں کی بیٹیوں کی طرف لپکتیں، ماہین نے زور بازو سے ان کو درمیان میں روک لیا۔

"یہ نہیں ہو سکتا مٹیارے، بچیوں کو مارنے سے پہلے تمہیں میری لاش پر سے گزرنا ہوگا۔" ماہین نے آنکھ مار کر فلمی ڈائیلاگ بولا تو بڑی بھابھی خفا سی ہو گئیں۔

"یہ بھتیجیاں کم نمونے تھے جو پھوپھی بھی ڈرامے کرنے لگی۔"

"ہم تو شروع سے چلتا پھرتا ٹیلی تھیٹر تھے لیکن بھابھی آپ اب اپنی ساس کا اپ ڈیٹ ورژن بنی ہیں۔" ماہین نے دانت نکال کر جواب دیا تو بھابھی لاؤنج سے ہی نکل گئیں۔

"پھوپھو! بلیومی۔ اس مووی میں یہ بس ایک ہی ایسا سین تھا، ہماری میم نے سجیسٹ کی تھی، آج کیبل پر آرہی تھی تو ہم دیکھنے بیٹھ گئے پھر آپ اور مما آگئے۔"

علیزہ نے ناک سوں سوں کر کے اوپر چڑھا کر کمر سہلائی۔ ماہین نے اسے ساتھ لگایا۔

"مجھے پتا ہے میری جان! میں نے یہ مووی دیکھ رکھی ہے۔"

"مما ہمیشہ کچھ بھی پوچھے بنا ہم پر چڑھائی کر دیتی ہیں۔ اب بھی دیکھنا ہمارے فون اور ٹی وی ان کے جبری قبضے میں چلے جائیں گے۔" تینوں لڑکیاں منہ بسور رہی تھیں۔

"بچیوں، اتنی سی بات پر مما کی شکایتیں....." ماہین نے آنکھیں پھیلائیں۔ "آؤ میں تمہیں اپنی عظیم الشان تاریخی داستان عہد رفتہ سناؤں، جو ایسے

www.zemtime.com

ہی پر خار راستوں سے گزر کر جوان ہوئی ہے۔"

☆☆☆

"گاؤں میں سب سے پہلے ڈش انٹینا، سی ڈی پلیئر اور کمپیوٹر ہمارے گھر ہی آیا تھا لیکن یہ اور بات ہے کہ ایسی اخلاق سوز مشینیں (تم لوگوں کی دادی کے بقول) بیٹھک تک محدود تھیں۔ مجھے فلمیں دیکھنے گانے سننے کا بہت شوق تھا یہ تو میرے علاوہ تمہاری دادی اور پورے خاندان نے بھی بتایا دیا ہوگا۔"

ماہین نے ماضی کھنگالتے کھنگالتے ترچھی نظر سے بھتیجیوں کو دیکھا۔ ان کے لبوں پر دبی دبی ہنسی اس بات کی غماز تھی کہ خاندان کی مخصوص کانا پھوسی کی بابرکت عادت کے طفیل بچہ بچہ اس کے ماضی کے مشاغل جانتا تھا۔

"کوئی بھی نئی فلم آتی بھائی سب سے پہلے اکیلے خود دیکھا کرتے تھے (اب جا کر بتایا ہے چھوٹے فسادی نے حالانکہ مجھے تو پہلے ہی شک تھا)

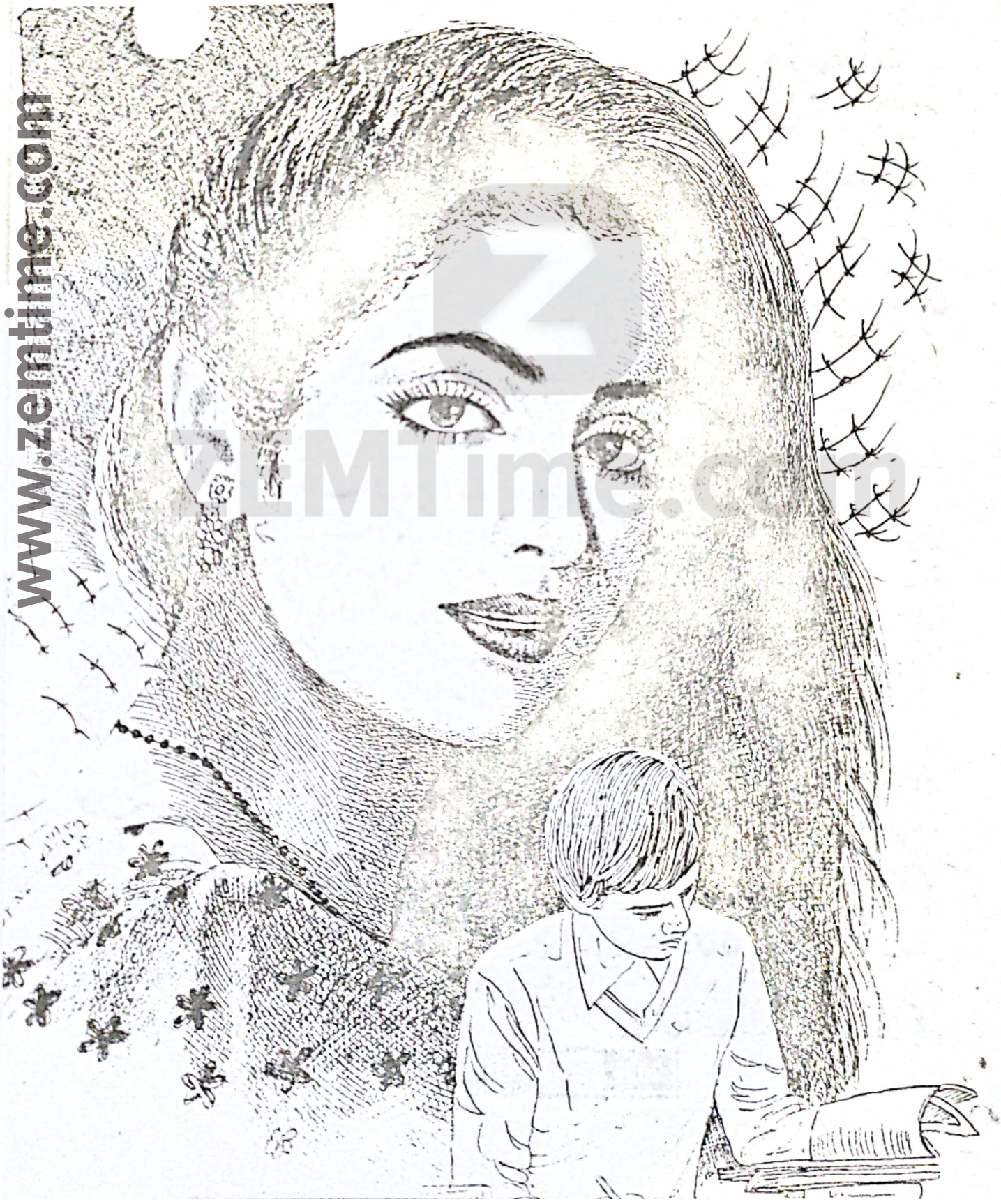

www.zemtime.com

پھر وہ مجھے بھی ساتھ دیکھنے کی اجازت مرحمت کرتے۔ وہ بھی یوں کہ خاندان کا سب سے پھرتیلا و گوریلا بندہ سی ڈی پلیئر کا ریموٹ ہاتھ میں پکڑ کر ٹی وی کے سامنے کم اور سی ڈی کے سامنے اکڑوں زیادہ بیٹھتا گویا ابا جی کے سامنے ریڈ الرٹ ہو۔ پھر یوں ہوتا ایک ہوتا ہیرو جو ہمیشہ غریب ہوتا جس کے گھر میں آٹھ میں سے چھ پہر تو فاقے ہوتے تھے لیکن جانے کہاں سے ایسی طاقت بخش خوراک یا سنجیونی بوٹی کھالیتا کہ بیس بیس بندوں کو کھلی ڈلی پینٹ میں مقید سوکھی چمرخ لات اور ٹیڑھی گردن کی ٹکر سے چھ فٹ دور پھینک دیا کرتا۔"

بچیوں کے قہقہے بے ساختہ تھے۔

"پھوپھو! آپ غالباً اجے دیوگن کی ٹیڑھی گردن کی بات کررہی ہیں، وہ اب بھی ہیرو آتا ہے"

"ہائے ہائے، منحوس کے ساتھ کے کوے بھی سفید ہوگئے وہ ابھی بھی ہیرو آتا ہے؟"

"تو اور کیا پھوپھو! اور تو اور جس سلمان خان کو آپ سوکھی لمبی ٹانگوں والا کہہ رہی ہیں، وہ اب باڈی بلڈر بن چکا ہے۔ وہ بھی ابھی تک ہیرو آتا ہے، پتا ہے اس نے شادی بھی نہیں کی۔"

"ائے میں مرگئی۔ ارے، اس نامراد کے ساتھ والے کوے تو اب مر بھی گئے۔ وہ ابھی بھی ہیرو کا ہیرو ہے، اس پر چھڑا چھانٹ بھی۔ اسی کم بخت کو دیکھ کر تو تمہارے باپوں کو شادی کی آگ لگی تھی، پھر میرے باپ کا گھر اس کی سلم اسمارٹ ہیروئینز کے بجائے پاکستانی انجمن و بہار بیگم جیسی ڈھائی ڈھائی من کی دھوبنوں سے بھرنے لگا تھا۔"

ماہین نے کن انکھیوں سے دیکھا۔ اپنے اپنے مختلف کاموں مشغول پانچوں بھابھیوں کے ماتھے پر ہلکی ہلکی شکن جبکہ ان کے پاس بیٹھ کر ماضی کی ہوشربا داستان سنتی اماں کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی تھی۔

"دیکھنا، پکا جہنمی ہے۔ آدھی دنیا کے کم عمری میں ویاہ کرا کر خود ابھی بھی کنوارا گھوم رہا ہے، میں سچ کہہ رہی ہوں ہمارے دور کے آدھے لڑکوں نے اس کا بھائی کی سالی سے عشق دیکھ کر ہی بھائیوں کی سالی پر آنکھ رکھنا شروع کی تھی۔"

"لوگ کیسے بے دھڑک فتوے دینے لگتے ہیں دوسروں کو جہنمی کہتے، خود اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتے۔" چھوٹی بھابھی کی تیوری کا بل اور گہرا ہوا۔

"کیا مطلب پھوپھو؟" شیزا نے چچی کی بات نظر انداز کرکے آنکھیں پھیلا کر پوچھا۔

"ہم آپ کے ہیں کون" اپنے وقت کی مشہور ترین فلم ہے۔ اس میں سلمان خان اپنے بھائی کی سالی سے شادی کرتا ہے۔ پھوپھو یہ والا حوالہ دے رہی ہیں۔" علیزہ نے شیزا کی فلمی معلومات میں اضافہ کیا۔

"اوہ مائے گاڈ ہمارے چاچو اشفاق نے بھی ہماری خالہ سے پسند کی شادی کی ہے۔"

"آنکھ ہی رکھے رہتے تو بھی گزارا تھا، ہزاروں نے رکھی ہوں گی۔ ہمارے تو انوکھے عاشق ویر (بھائی) تھے بھائی کی سالی بیاہ بھی لائے۔" ماہین نے سب سے چھوٹی بھابھی پر صاف چوٹ کی تو چھوٹی بھابھی کے علاوہ سارا گھر ہنس پڑا۔

یاسمین کو سبزی کی ٹوکری اٹھا کر کچن میں جاتے دیکھ کر اماں نے روکا تھا۔

"یاسمین بیٹی برا مان گئی ہو کیا؟ نہ میری دھی برا نہ منانا اس چنڈال کی تو زبان ہی دو مونہی ہے۔ مانو "دو دھاری تلوار" پر دل کی بری نہیں ہے۔ مہمان ہے چلی جائے گی اپنے گھر۔ تو ادھر میرے پاس آکر بیٹھ میری سیانی دھی۔ وہ شغل میلہ لگا رہی ہے۔ پردیسن ہے۔ سالوں بعد شکل دیکھنی دکھانی نصیب ہوتی ہے۔ آنکھ ترس جاتی ہے۔" لہجے کی نمی کو قابو کرکے سکینہ بی بی نے بہو کو وضاحت دینا جاری رکھی۔

"اصل میں تمہارا وقت اس کے ساتھ نہیں گزرا اس لیے اس کی عادت سے واقف نہیں ہو۔ باقی چاروں کو پتا ہے۔ اس کی طبیعت ہنسنے ہنسانے والی ہے۔"

"نہیں اماں! میں نے برا نہیں منایا۔" کچن

www.zemtime.com

سے اس نے تان لگادی۔

''یاسمین ہے بھی تو کتنی خوب صورت تبھی تو ہمارا اشفاق عاشق ہوا تھا۔ منجھلی بھابھی نے دیورانی کی سائیڈ لینا چاہی۔

''میرے باپ کے گھر آ کر ہوئی ہے۔ تب تو تبت سنو کے اشتہار میں استعمال سے پہلے آنے والی لڑکی جیسی تھی۔'' ماہین نے آنکھ میچ کر اماں اور یاسمین بھابھی کی بڑی بہن یعنی بڑی بھابھی کو ساتھ ملایا تو ساتھ ہی اماں نے اپنی بید کی چھڑی ماہین کی پسلی میں چبھوڈالی کہ اب بس کرے۔

''دیکھا دیکھا بچیوں۔ تم لوگ اپنی ماؤں کو ظالم کہتی ہو وہ تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ ایک ہماری اماں ہیں ہماری کبھی نہ بنیں۔ بہوؤں نے جانے کون سی بوٹی سنگھادی ان پر محبت کے خزانے لٹاتے ان کی چھڑی بھنگ پی کر سو رہی ہوتی ہے۔ ہماری دفعہ یہ چھڑی ہر وقت ریڈ الرٹ رہتی تھی۔''

''شیرنی بن کر اماں نے ہمارا شکار کیے رکھا۔ جوانی ساری تو اماں کے ساتھ کبڈی کبڈی کھیلتے گزر گئی۔ رہی سہی میں اپنے بچوں ساتھ کبڈی کبڈی کھیلتے گزار رہی ہوں۔''

اماں کے شفیق قہقہے کے ساتھ بڑی بھابھی نے جملہ پھینکا۔

''ہم اپنی پیاری اماں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔''

''اسی میں انسانیت کی بقا ہے بلکہ معراج ہے۔'' ماہین نے جملے میں اضافہ کیا تو بڑی بھابھی نے بے ساختہ ہنسی کے ساتھ اس کی بلائیں لیں۔

''خدا تمہیں ہمیشہ ایسا ہی خوش مزاج و خوش و خرم رکھے ماہین۔''

''ائی شاواشے، بڑی بھابھی! آپ بھی نا بڑی چالاک ہیں۔ یہ نہیں کہا سدا یونہی حسین و جواں رہو خود جو بوڑھی ہو رہی ہو۔ نہ دو ایسی دعائیں نے پھر بھی یونہی سدا بہار ہی رہنا ہے۔''

''اللہ اللہ..... ماہی اخیر کر دیتی ہو۔''

''اخیر کی کیا بات ہے۔ دیکھنا اگلے سال جب میں آئی تو آپ سب بوڑھی ہو چکی ہوں گی۔ میں نے کہیں پڑھا تھا ایک بوڑھی عورت سارے گھر کی عورتوں کو بوڑھا کر دیتی ہے۔''

ماہین نے اماں کو دیکھ کر دانت نکالے تو سب اس کا اشارہ سمجھ کر لوٹ پوٹ ہونے لگیں جبکہ اماں بظاہر غصے سے اپنی چھڑی ڈھونڈ رہی تھیں۔

☆☆☆

''یک ہا..... لڑکیوں! میری داستان غم تو بیچ میں ہی رہ گئی۔ میں کہہ رہی تھی زمانہ بدل گیا نہیں بدلے تو یہ بے کرتوتے ہیرو ہیروئن اور ہمارے گھر ہوتی وارداتیں نہیں بدلیں۔ میرے زمانے میں بھی ہیرو ہیروئین ایسے ہی سازشی تھے۔ اب تو مجھے لگتا ہے ہیرو ہیروئین کی کم اور یہودی سازش زیادہ ہے جو ہر دور میں اس گھر کی معصوم لڑکیوں کے خلاف ہی ہوتی ہے۔ جب بھائی لوگ، ارے فلمی بھائی لوگ نہ سمجھ لینا تم لوگوں کے باپوں کی بات کر رہی ہوں۔ مجھے بھی میری اکلوتی تفریح یعنی فلم بینی میں شریک کرتے تو کس طرح ریموٹ پکڑ کر الرٹ بیٹھتے تھے یہ تو بتا دیا تھا نا میں نے؟''

''جی جی پھوپھو! بتا دیا تھا۔''

''بچے گفتار کی ایسی غازی ہوں پنجاب کے ستلج میں چھلانگ لگاتی ہوں سندھ میں سے برآمد ہوتی ہوں۔ اب اتنی ایف سکسٹین اسپیڈ کی باتوں میں سے کون سی کر ڈالی کون سی رہتی ہے بھول ہی جاتی ہوں۔ آخر کو انسان ہوں کیا کیا یاد رکھوں۔''

ماہین کے پھسپھسے تاثرات پر بچیوں نے ہمدردانہ منہ بنایا۔

''شیزا بیٹے! تم تو دکھی منہ نہ ہی بنایا کرو بالکل اپنے باپ جیسی لگنے لگتی ہو بس داڑھی کی کمی ہے مونچھوں میں خود کفالت تو مجھے دور بیٹھے ہی نظر آ رہی ہے۔''

شانزہ اور علیزہ قہقہہ لگا کر ہنسیں تو ماہین کی توپوں کے دہانے ادھر ہو گئے۔

www.zemtime.com

''تم دونوں دکھی چہرے کے ساتھ کون سی پریاں لگتی ہو، بالکل ٹوٹے ڈونگوں جیسی شکلیں نکل آتی ہیں اب سالن گرا کہ تب.....''

تینوں قل قل کر کے ہنسیں تو ماہی بھی محبت سے مسکرادی۔

''اب تو تم تینوں کا موڈ ٹھیک ہے ابھی رہنے دیتی ہوں بات سنانے کو۔''

''نہیں نہیں پھوپھو، آپ باتیں کرتی جائیں بس، ہمارا سن کر جی نہیں بھرتا، اتنی مزے کی تو باتیں کرتی ہیں۔''

ماہین کو میکے میں چند گھنٹے گزار کر ہی خبر ہوگئی تھی کہ پانچوں بھائیوں کے جوان ہوتے بچوں کو وہ بہت اچھی لگی تھی۔ چار پانچ سال بعد جب اسے امریکن نیشنلٹی ملی تو بچوں کے پڑھائی کے مسائل تھے وہ پاکستان چاہ کر بھی نہ آسکی تھی۔ اب اس کے بچے اپنا آپ سنبھال لینے جتنے بھی ہو چکے تھے اور ڈاکیومینٹس کا بھی مسئلہ نہ رہا تھا تو اس نے بنا بچوں کی چھٹیوں کے انتظار کے پہلی فلائٹ پکڑ لی اور اکیلی پاکستان چلی آئی تھی۔

''اچھا، اب مراثی نہ کہہ دینا تمہاری دادو نے سنچری ماری ہوئی ہے اس لفظ کی۔''

''پھوپھو! آپ بتا رہی تھیں آپ بھی اجے دیوگن وغیرہ کی فلمیں دیکھتی تھیں۔''

''وہی تو بتا رہی تھی، فلمیں کہاں دیکھتی تھی ایکشن دکھایا کرتے تھے تمہارے باپ۔ ایک غریب فاقوں کا مارا ہیرو لیکن بے پناہ طاقت ور۔ اب بندہ پوچھے ہر وقت اس کے گھر فاقے دکھا رہے ہو تو ایسی پہلوانی طاقت کہاں سے لے آیا یہ نمونہ؟ لیکن ہم بھی فلم ہی دیکھتے تھے لمبی باتوں میں نہیں پڑتے تھے۔ پھر یوں ہوتا لڑتے لڑاتے ایک لڑکی کی جان بچاتے اس امیر لڑکی کو ہیرو سے محبت ہو جاتی تھی۔ ہیرو اس امیر زادی کی محبت کے آگے مجبور ہو جاتا تھا۔ جیسے ہی وہ محبت بھرا گیت گانے لگتے ریموٹ والے بھائی صاحب ان کو اپنی انگلیوں پر نچا کر فاسٹ فارورڈ لگا کر گانا آگے کر دیتے۔ آگے پھر مار دھاڑ ہوتی یا کسی بڈھی کھوسٹ چالاک ولن کا سین ہوتا یا ہیرو کی ماں رو رو کر منتیں کر رہی ہوتی تھی میرے بیٹے کو چھوڑ دو ہم شہر چھوڑ جائیں گے۔ اس پر ایک پھوٹی آنکھ والا ولن ہیرو کی ماں کے تھپڑ لگا دیا کرتا اور گانا گاتے پکڑا جانے والا ہیرو، اپنی رسی تڑا کر ولن کی دوسری آنکھ بھی پھوڑ ڈالتا تھا۔ ڈائیلاگ بھی ایک ہی ہوتا تھا۔

''کمینے میری ماں پر ہاتھ اٹھایا میں تیرا خون پی جاؤں گا۔ میں تیرا ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔''

وہ تینوں ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھیں۔

ماہین نے بات جاری رکھی۔

''وہاں دھواں دھار لڑائی ہوتی، ہیرو کا میلے میں بچھڑا باپ ہیرو کی طرف جانے والی گولی کے آگے آکر اپنے سینے پر گولی کھا لیتا۔ کہیں سے باندری جیسی لال گلابی اسکرٹ لہراتی ہیروئن بھی اسی موت کے منظر پر پہنچ جاتی۔ پھر وہ چاروں ایک دوسرے کے سر کے ساتھ سر جوڑ لیتے اور فلم ختم ہو جاتی۔ ہمارے وقت کی فلموں میں ہیرو کے والدین فیملی پلاننگ کے پابند تھے۔ اکلوتا ہی بچہ پیدا کرتے تھے، وہ بھی ہیرو یا پھر زیادہ سے زیادہ ایک اس کی بہن پیدا کر لیتے تھے۔ جو اس کو ہیرو بنا کر چھوڑتی تھی کیونکہ اس کو ڈاکو اٹھا کر لے جاتے اور ہیرو بہن کو چھڑانے کے لیے انسان سے جن کے قالب میں ڈھل جاتا تھا۔''

بچیاں لوٹ پوٹ ہو رہی تھیں۔

''اور تو اور یہ ساری کہانی میں خود سے سمجھتی تھی۔ سوچو کیسی ذہین فطین پھوپھو تھی۔ تم میں سے تو ایک بھی مجھ پر نہ گیا۔ جیسے لوگ اڑتی چڑیا کے پر گن لیتے ہیں ویسے ہی میں ہیرو کا ایکشن دیکھ کر فلم سمجھ جاتی تھی۔''

''توبہ ہے پھوپھو، کبھی پوری فلم نہیں دیکھی؟''

''لو کیوں نہیں دیکھی..... بہت سی دیکھی ہیں لیکن ہیرو ہیروئین کی حرکتیں مذموم ہی رہیں۔ مجھے مار پڑوانے والی۔ جب سب بھائی اپنے اپنے

www.zemtime.com

روزگار یا پڑھائی کے لیے گھر چھوڑ گئے تو میں اور اماں گھر اکیلے رہ گئے تھے۔ پھر میں اکثر ڈش پر آنے والی فلم دیکھ لیتی تھی۔ ہوتا یوں تھا ساری فلم اچھی بھلی چل رہی ہوتی، ہیرو ہیروئن بھی شرافت کے دائرے میں پیار محبت کی پینگیں بڑھا رہے ہوتے۔ میں دل لگا کر اسکرین دیکھ رہی ہوتی جونہی ہیرو ہیروئن قریب ہونے لگتے۔ دھاڑ سے دروازہ کھلتا اماں میرے سر پر طبل بجا ڈالتیں۔ جانے کیسے ہوا کے دوش پر ان دو کرداروں کو خبر ہو جاتی تھی ناظر ہذا کی واٹ لگانے کا اصل وقت یہی ہے، اس کی والدہ ماجدہ دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھنے لگی ہے اب ہم نے اپنے کرتوت کھل کر دکھانے ہیں۔ اس پر مستزاد میرے ریموٹ اٹھانے تک بتی جا چکی ہوتی لیکن اماں کے دماغ کی بتی فل آن ہو چکی ہوتی۔ یوں میں اگلے بہت سے دن اماں کے جوتے کے سائے تلے فلم سے دور دور گزار دیتی تھی۔ تو ثابت ہوا بچو اس چھت کے سائے تلے ہم ایک ہیں ہم ایک ہیں۔"

کچن سے بھابھیوں کا جنانی قہقہہ بتا گیا ساری بات وہ بھی توجہ سے سن رہی تھیں۔

"بھابھی لوگوں..... ایسے ہی دوسروں کی باتیں کان لگا کر سنتی رہیں نا تو دیکھنا کان کڑاہی کے کنڈوں جیسے ہو جائیں گے۔ ایک دن آپ کے اپنے صاحبزادے کے یوٹیوب چینل پر لمبے کانوں کے ساتھ سرخی لگی ہو گی۔ چوری چوری باتیں سننے والوں کا انجام..... اللہ نے ان کے کان گڑ بنانے والے بڑے کڑاہے کے کنڈے جیسے کر دیے۔"

"ماہین، اماں تو لڑکوں کے بھی بہت زیادہ ٹی وی دیکھنے کے خلاف ہیں تو تب ان کی شامت نہیں آتی تھی؟"

"کیوں نہیں آتی تھی جس دن پکڑے جاتے خوب تواضع ہوتی تھی۔ بیٹھک کا دروازہ بند کر کے اماں کو میچ دیکھ رہے ہیں والا چونا لگاتے تھے بھائی۔ ایک دن تمہارے والا پکڑا گیا۔" ماہین نے شرارتی نظروں سے یاسمین کی طرف دیکھا۔ "ہوا کچھ یوں کہ چھوٹا بھائی، ابھی دغا بازی میں خام تھا انڈین اداکاروں کا گیت مالا دیکھ کر سی ڈی اور ٹی وی کو باہم جوڑنے والی کیبل نکالنا بھول گیا۔ اس دن پی ٹی وی پر اماں کا کوئی پسندیدہ ڈرامہ آنا تھا۔ اماں نے جا کر جونہی لیڈ کا سوئچ آن کیا، سی ڈی اور ٹی وی اکٹھے چل پڑے۔ ایسے چلے ایسے چلے کہ ساتھ ہی چھوٹے بھیا کی تواضع چل پڑی۔ چراغوں میں روشنی اور سر پر بال نہ رہے۔ اماں نے لتر پریڈ کے بعد چھوٹے بھیا کی ابا سے کہہ کر ٹنڈ بھی کروا دی تھی۔ اس کی ابھی نئی نئی جوانی آ رہی تھی اجے دیوگن والا لیف سنوار کر رکھتا تھا۔ بال کٹوا کر کم اور نائی کی دکان کو ہاتھ لگا کر زیادہ گھر تشریف لے آتا تھا۔ ابا ساتھ لے کر گئے تو اس کی پریشاں زلف ہی اجاڑ لائے۔ یاسمین بھابھی، تب ہیرو ڈائیلاگ بولتے تھے میری دنیا اجڑ گئی لیکن آپ کا میاں بولا کرتا تھا۔"

"میرا تو سر ہی اجڑ گیا۔ یہ شیمپو، یہ کنگھی میرے کام کی نہیں، میرے کام کی نہیں۔"

ماہین نے لہک کر گایا تو اماں سمیت سب ہنس پڑیں۔

"ماہی آخر ایسا کون سا ایٹم بم تھا اس گیت مالا میں؟"

"بھابھی! ایٹم بم تو نہیں البتہ تب کے ایٹم سونگز ضرور تھے جن کے جلووں کی تاب اماں نہ لا سکی تھیں۔ اماں ابا اکٹھے دیکھتے تو شاید بچت ہو جاتی یا پھر سارے گھر کی ٹنڈ ہو جاتی مجھ سمیت۔ وہ تو خدا کی کرنی ایسی ہوئی اماں جی کو معلوم تھا وہ اکیلا دیکھ رہا تھا۔ اس سے زیادہ اہم بات یہ ہوئی کہ اماں نے بھی اکیلے دیکھی۔ یوں صرف ایک ہی بندے کی ٹنڈ پر گھر بھر کی بچت ہو گئی۔"

اس کے برجستہ جملے پر پھر گھر گل و گلزار ہوا۔

"بھابھیوں! وقت بدل رہا ہے، بچوں پر بے جا سختی کے بجائے دوستی سے کام لیجیے۔ کیا فرق ہے آپ لوگوں میں اور چالیس سال پہلے کی ہماری اماں میں؟"

www.zemtime.com

"تب بھلے وقت تھے، اب گلوبل ایج ہے۔ دنیا موبائل میں قید ہے۔ آپ بچوں کی دلچسپی کی چیزیں ان کے ساتھ بیٹھ کر دیکھنا شروع کریں۔ باہر کے قصے سنیں اپنے سنائیں، اپنا بچپن شیئر کریں بچپن کی محرومیاں اور خوشیاں بھی تاکہ ان کو اندازہ ہو یہ کتنے اچھے حالوں میں ہیں۔ اس سے بچوں کا اعتماد آپ لوگوں پر بڑھے گا تو گمراہی کے چانسز کم ہوتے جائیں گے ورنہ مواقع تو ان کے پاس ہزار ہیں۔"

"لو اب بھلا ہم بچوں کے ساتھ بیٹھ کر انگریزی فلمیں دیکھیں؟ ننگے منگے بے مہار لوگوں کی؟" بڑی بھابھی نے ناک سے مکھی اڑائی۔

"ارے بھئی۔ بالکل نہ دیکھیں اور نہ دیکھنے دیں لیکن جوان کے استادوں نے کلاس میں تجویز کی ہوتی ہے اس کا کوئی مقصد ہوتا ہے تو ساتھ بیٹھ جایا کریں۔ خود ساختہ بوڑھے نہ بنیں۔"

"ماہی! آج یہ دیکھ رہی تھیں کل کچھ اور دیکھنے لگیں گی۔"

"سجھلی بھابھی! ابا جی میرے بچپن میں اماں سے کہتے تھے دو پیروں کی مخلوق یعنی انسان کو ذہنی طور قید نہیں کیا جا سکتا۔ اگر قید کی خواہش ہے تو محبت کو پنجرہ بنا دیجیے پھر رہائی ممکن نہیں رہے گی۔"

بات ان کی سمجھ میں آ گئی تھی جب ہی ماہین نے سلاد کے لیے نکالا جانے والا کھیرا کترنا شروع کر دیا۔

☆☆☆

مختیار احمد اور سکینہ کے چھ بچے تھے۔ پانچ بیٹے اور ایک بیٹی۔ جو سکینہ نے سچ مچ منتوں میں منتوں مرادوں سے لی تھی ورنہ ان کی ساس مرحومہ تو سات بیٹوں کا منہ دیکھو کی دعا سے نیچے نہ آتی تھیں۔

سکینہ کو یاد تھا بڑے دونوں بیٹوں کی جوڑی مکمل ہونے کے بعد جب بھی گاؤں کی دائی کہتی مبارک ہو بیٹا ہوا ہے ایک دفعہ تو ان کا دل ضرور ہی ڈوبتا تھا کہ پھر سے بیٹا ہو گیا۔ پانچویں بیٹے کے بعد وہ اپنی ساس کو کرنی والی مان چکی تھیں۔ اسی بات کی بدولت گاؤں کی بیٹے کی خواہش مند ہر خاتون بیٹے کی دعا لینے ان کی ساس کے پاس تشریف لے آتی تھی۔ وہ بھلا وقت تھا، لوگ بھی سادہ تھے۔

اشفاق کی پیدائش کے چھ ماہ بعد ان کی ساس کا انتقال ہو گیا تھا پھر گھر میں وہ اکیلی عورت تھیں۔ مردانہ کپڑے ڈنڈے مار مار دھوتی رہتیں اور اپنی سلائی کی مہارت کا غصہ خاندان کی بچیوں کے فراک سلائی کر کے نکالتی رہتیں۔ ان کو بہت قلق تھا کہ ان کی بہترین سلائی کسی کام کی نہیں۔ مختیار احمد چاروں بڑے لڑکوں کے کپڑے اپنے کپڑوں ساتھ درزی سے سلوا لاتے تھے۔ لے دے کر سب سے چھوٹا اشفاق بچتا تھا جس کے کپڑوں پر کبھی کبھی وہ خاندان اور محلے کی بوڑھیوں سے باغی ہو کر لڑکیوں والے ڈیزائن بنا دیتی تھیں۔ جس پر انہیں عذاب الٰہی کی ایسی ایسی وحشت ناک مثالیں دی جاتیں کہ اگلے ہی دن وہ پھر سے مشین کو تیل دے کر چھوٹے سے بچگانہ کرتے کی لال، نیلی پیلی پٹی اور بین ادھیڑ کر واپس سفید کر کے شاباش وصول کر لیتیں۔

اب تو اشفاق بھی گاؤں کے پرائمری اسکول جانے لگا تھا۔ الف انار بے بکری تو ہر وقت زبان پر رہتا۔ اپنے تئیں وہ اب بچے پال پوس کر ریٹائرڈ ہو چکی تھیں جب پھر سے اللہ نے اپنے ہونے کا احساس دلا دیا۔

سکینہ بیگم تو ایسا گھبرائیں مانو چھٹا لڑکا ابھی سے گود میں کھیلتا نظر آنے لگا۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ ان کے خواب خیال اس حد تک بڑھ گئے کہ اب انہیں دو جڑواں لڑکے اپنے دائیں بائیں بیٹھے نظر آیا کرتے تھے۔

"ہائے بے بے! کس بات کا اثر لے کر مجھے سات بیٹوں کا منہ دیکھو کی دعا دے گئی ہو۔ میں نے کیا لڑکوں کی کبڈی کی ٹیم بنانی تھی؟"

"ارے بھلی لوک، میں اکلوتا تھا اس لیے اماں کو بہت سے بچوں کا شوق تھا تاکہ میرے ابا کا خاندان خوب لمبا چوڑا بن جائے۔"

www.zemtime.com

"لو بھلا بیٹوں سے ہی خاندان بنتا ہے کیا؟ بیٹیاں بھی خاندان ہی ہوتی ہیں اللہ بخشے کبھی جو انہوں نے مجھے بیٹی ہونے کی دعا دی ہو تو۔ لے دے کر یہ سب کالے پیلے لڑکے میرے گھر ہی ہو گئے اب بھی مجھے یہی امید ہے جڑواں دو کر کے ہوں گے نکی نکی ٹنڈ والے۔" وہ جل جل کو کوئلہ ہوئی پڑی تھیں۔

مختیار احمد ان کے رات دن کے واویلے پر لاحول پڑھ کر گھر سے کھیتوں میں نکل جاتے۔ لڑکوں کے کپڑے تھاپی سے دھوتے دھوتے لڑکوں کو بھی اسی تھاپی سے دھو کر باپ کے پیچھے ڈیرے پر بھگا دیتی تھیں۔ بعد میں اکیلے بڑبڑاتی رہتی تھیں۔

"ارے، لڑکی ہوتی تو اتنے گندے کپڑے کبھی نہ کر کے لاتی بلکہ میرے ساتھ بیٹھ کر کپڑے دھویا کرتی۔"

ہانڈی پکانے بیٹھتیں تو کسی کی بیٹی کے ہاتھ کے بنے کریلے یاد آ جاتے۔ لکڑی کی کنگھی ہاتھ میں پکڑتیں تو خیال آ جاتا ان کے جڑواں بیٹے ہونے والے ہیں۔ ان کے مقدر میں بیٹی کی گت (چٹیا) بنانا نہیں ہے۔ وہ پرانا وقت تھا تب ماؤں کو پونیاں نہیں چوٹیاں ہی بنانی آتی تھیں۔

جانے ان کی سنی گئی یا مختیار احمد کی۔ اب کے دائی نے ان کے کانوں میں شہد ٹپکایا۔

"سکینہ! کڑی ہوئی اے۔"

"مبارک کیوں نہیں دی؟" وہ تکلیف سے چور بدن کے ساتھ بھی اٹھ کر بیٹھ گئی تھیں۔

مختیار احمد نے ماہین نام رکھا تو انہیں جی بھر کر اعتراض ہوا۔

"اشفاق کے ابا کمال کرتے ہو آپ، سب ماہی ماہی کہتے پھریں گے، کل کلاں کو بچی نے جوان بھی ہونا ہے کسی محلے کے لڑکے نے ماہی کہہ دیا۔ چن ماہی کہہ دیا یا ماہی کے ساتھ کچھ بھی لگا کر کہہ دیا تو کیا عزت رہ جائے گی؟"

مختیار احمد نے بیوی کے آگے ہاتھ ہی جوڑ ڈالے۔

"بھلی لوک، جانے کہاں سے اتنی عقل اور گہری سوچ اڑا کر لائی ہو، کچھ محلے میں ہی بانٹ ڈالو ہمیں تو چین پڑے۔"

وہ "ہونہہ" کر کے دوپٹے کا کونا منہ میں دبا کر رسوئی کی طرف چل دی تھیں۔ انہیں خبر ہی نہ تھی کونے کے بجائے پورا دوپٹا منہ میں لینے کا وقت آنے والا تھا۔

چن ماہی کے بجائے وہ ماہی منڈا نکلے گی، انہیں بھلا کب خبر تھی۔ ان کے چوٹیاں بنانے کے خواب اس نے بھائیوں جیسی کٹنگ کی ضد کی نظر کر دیے۔

سکینہ کو شاک تب لگتا جب گرمیوں میں اپنے ابا کے ساتھ ڈیرے گئے بچے باجماعت ٹنڈ کروا کر گھر میں داخل ہوتے تھے۔ چھ بچے اور ساتواں ابا گنجا، گھر میں گنجوں کی ٹولی دیکھ کر ان کو خواب میں بھی ٹنڈیں نظر آیا کرتیں۔ وہ بلبلا کر مختیار احمد پر چڑھ دوڑتیں۔

"یہ گنجوں کی ٹیم بنانے کی کیا ضرورت تھی جی؟ ایک تو ویسے ہی نمونے اوپر سے لوٹوں سے جیسے ونگے چیے (ٹیڑھے میڑھے) سر نکال لائے ہیں۔ یہ اس کو دیکھو ذرا اس کا سر تو بالکل گھیا توری جیسا لگ رہا ہے نکا سا لمبا سا۔" ایک بہت زور کی لگاتیں وہ ماہین کے کونے مونے سر پر تو دوسری اشفاق کی ٹنڈ پر۔ "اس نالائق کا سر تو جماندرو (پیدائشی) ایسا اینٹ جیسا سخت تھا۔ میری ساری کوششوں کے بعد بھی گول نہ ہوا۔ آپ اس کو گنجا کروا کر میرے پرانے زخم چھیل دیتے ہیں۔"

"نہ کر سکینہ، نہ کیا کر، ہر وقت آگ اگلتی ہو کیا کسی بھٹے والے بیٹی ہو یا توپ دان کی؟"

"میں آگ نہیں اگل رہی، سچ کہتی ہوں۔ یقین نہ آئے تو چھپ کر دیکھ لینا محلے کے سارے بچے اس کو لوٹے کے سر والا کہتے ہیں۔"

معصوم سا اشفاق سر اور جھکا لیتا۔

www.zemtime.com

''ایسے جب سر جھکاتا ہے سر بالکل پنکھے کے پچھلے پاسے جیسا لگتا ہے۔'' سب کی نظریں بلا ارادہ برآمدے میں کھڑے اکلوتے فرشی ملت کی موٹر کی طرف اٹھ جایا کرتی تھیں۔

ان کی تشبیہات ایسی برجستہ و باکمال ہوتی تھیں کہ مختیار احمد سمیت بڑے لڑکوں کی ہنسی نکل جاتی تھی۔

سکینہ کے لیکچر سے گھبرا کر سدا کے کم گو مختیار احمد صرف اتنا کہتے۔

''بھلی لوک، گرمی بہت ہے سر کو ہوا لگے گی۔''

وہ پھر نہلاتے ہوئے بچوں کو کوٹ کوٹ کر ہوا لگا دیتی تھیں۔

چوٹیوں کے بعد باری آتی تھی رنگ برنگے لڑکیوں کے کپڑوں کی جو وہ دل لگا کر سلائی کر کے تب تک تو پہناتی رہیں جب تک ماہین بی بی کو کپڑوں کی پہچان نہ تھی۔ اس کے بعد وہ اشفاق کے کرتے پہن کر ٹھمک ٹھمک کرتی کمرے سے باہر نکل آتی تو ان کا دل کرتا، عالم لوہار بنی اس فتنی کی ٹھکائی بھی چمٹے سے ہی کریں۔ آخر کار تنگ آ کر اشفاق کے چھوٹے کپڑے ہی اس کو پہنانے شروع کر دیے۔

یوں ان کے ایک ایک خواب کی دنیا اجڑتی گئی۔ انہوں نے دل سے تسلیم کر لیا کہ اماں کی سات بیٹوں کی دعا ہی قبول ہوئی تھی ان کی مسلسل دعا گیری پر اللہ نے بیٹی دے تو دی لیکن تھی وہ دو لڑکوں کے برابر۔

گاؤں کے واحد پرائمری اسکول میں جو خبر نہ تھی لڑکیوں کا ہے یا لڑکوں کا وہ بھائیوں کے ساتھ ہی جانے لگی تھی۔ پہلے پہل وہ اشفاق کے چھوٹے ہوئے کپڑے پہن کر جاتی رہی، بعد میں مختیار احمد ایک ہی مردانہ تھان خرید لاتے اور ایک ہی درزی سے خود سے لے کر ماہین تک ہر سائز کا سوٹ سلوا لاتے تھے۔ پھر جب ایک جیسے کپڑے پہن کر صبح صبح ان کی آل اولاد اور سرتاج گھر سے نکلتے تو ایمان، اتحاد، تنظیم اور یکسانیت کا ایسا اعلا نمونہ لگتے کہ ان کا دل کرتا بچ جانے والے کپڑے سے بنایا تکیے کا غلاف بھی ساتھ کر دیا کریں۔ پر اعتراض وہ پھر بھی نہ کرتیں۔ ان کے اعتراض کا انتہائی کم عمری میں انتقال جو ہو جاتا تھا۔

باپ اور بھائیوں کی سپورٹ کے سہارے لوگ ترقی کی منازل طے کرتے ہیں ان کی سپوتری نے مردانہ منازل طے کرنی شروع کر رکھی تھیں۔ آس پڑوس کی اس کی ہم عمر لڑکیاں املی، کیریاں کھاتیں وہ بھائیوں کے ساتھ جلیبیاں اور لڈو کھانے کا مقابلہ کیا کرتی تھی۔ جس عمر میں اس کی ہم عمر فیل ہو کر اپنا اپنا جہیز بنا رہی تھیں وہ ہائی فرسٹ ڈویژن سے پاس ہو کر سامنے آ گئی۔ جتنے نمبر اس اکیلی نے لے ڈالے اتنے میں تو گاؤں کے چار لڑکے پاس ہوا کرتے تھے۔ اس نے ناسازگار حالات میں میٹرک میں شاندار کامیابی حاصل کر لی تھی۔

وہ بھائیوں کے ساتھ شہر پڑھنے گئی تو سکینہ کو اس کی شادی کے دورے پڑنے لگ چکے تھے۔

''دیکھیں جی۔ آپ نے لڑکی ذات کو سر پر چڑھا لیا ہے، اب کہاں سے اتنا پڑھا لکھا لڑکا ڈھونڈیں گے؟''

''بھلی لوک، پریشان نہ ہو اللہ سبب بنا دے گا۔''

''کیا سبب بنائے گا، خاندان میں پہلے تو اس کے ہم عمر لڑکے نہیں، جن کے ساتھ تھوڑا بہت جوڑ بن سکتا ہے وہ رشتہ نہیں ڈالیں گے پڑھی لکھی کام چور، زبان دراز بہو کسی کو نہیں چاہیے۔''

''او تو چپ تے کر، وقت آئے گا تو اس کا بھی حل نکال لیں گے۔''

وہ ہولتی رہتیں کہ ماہین کے گھر داری میں اناڑی ہونے کے سبب جو بھی سمدھیانہ بنا انہی کو برا سمجھے گا۔ وہ کہا کریں گے ماں کو عقل ہوتی تو بیٹی کو گھر اور گھر داری سکھاتی۔ ان کا بیٹوں اور بیٹی پر بس نہ چلتا تو دعا کا سہارا لیے رکھتیں۔

www.zemtime.com

''یا اللہ! میرا بھرم رکھنا شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ کوئی ایسا حل نکلے میرا اور میری نادان بیٹی کا بھرم رہ جائے۔''

پھر واقعی ایسا حل نکلا کہ انہیں سمجھ میں نہیں آتا، بیٹی کے اچھی جگہ رشتہ ہونے پر خوش ہوں یا جدائی میں روئیں۔ ان کا داماد باہر رہتا تھا ماہین کو بھی اس کے ساتھ پردیس ہی جانا تھا۔ پہلے پہل وہ یہی سوچ کر خوش رہیں کہ ان کی بدسلیقہ بیٹی کو سسرال میں نہیں رہنا۔ ان کی تربیت کا بھرم رہ جائے گا۔

وقت گزرتا گیا ایک سے ایک بہو گھر آتی گئی پھر بڑھاپا آنے لگا بیٹی کی جدائی سوئی کی نوک بن گئی۔

اس کے بچے ہوئے وہ بھی انہوں نے لیپ ٹاپ پر دیکھے۔ ساری ساری رات وہ بچوں کے سر بنانے کا سوچتی رہتی تھیں۔ انہیں لمبے اور بدہیئت سر بالکل اچھے نہ لگتے تھے اوپر سے بیٹی کی فطرت پر ذرا اعتماد نہ تھا کہ وہ ساری رات سارا دن جاگ جاگ کر بچے کا سر سیدھا رکھے گی، جو سر گول مول بن جائے۔

ہزار وقت آئے گزر گئے انہیں بیٹی کی کبھی شکایت نہ ملی۔ وہ جو اس کی محبت کا الگ خانہ تھا دل میں اور بڑھتا گیا۔ پہلی بار آئی تو بچے چھوٹے تھے میاں ساتھ تھا سسرال میں زیادہ دن رہی اور چلی گئی۔ انہیں اندازہ نہیں ہوا تھا کہ کتنا بدلی ہے کتنا سنبھلی ہے۔

اب سات سال بعد آئی، قیام بھی مستقل میکے میں تھا تو انہیں پتا چلا وہ اب بھی کھلنڈری ہے۔ سر پھری بھی ویسی کی ویسی ہے۔ اس سے شدید محبت اپنی جگہ لیکن انہیں اب خوف آنے لگا تھا بہو بیٹے کہیں برا نہ منا جائیں۔ سینکڑوں سورج ڈھلے چڑھے تھے اسے اس بات کو سمجھ لینا چاہیے۔ وقت کے پلوں کے نیچے سے دریا نہیں سمندر گزر چکا ہے۔

''ماہین کے ابا، آپ ماہین کو اکیلے سے سمجھانا بھابیوں سے مذاق نہ کیا کرے۔ میں نہیں چاہتی کوئی دل ہی دل میں خواہش کرے، وہ اپنے گھر کب جائے گی یا پھر وہ واپس نہ آیا کرے۔'' نم لہجے میں بولتی سکینہ کی بات سن کر مختیار احمد مسکرا دیے۔

''ماہین کی ماں۔ اب بھی ویسی کی ویسی ہو اس کی فکر میں دبلی ہوتی رہتی ہو اللہ خیر کرے گا۔ میری دھی بڑی سیانی ہے بڑے دماغ والی ہے، ہم سے زیادہ دنیا دیکھی ہوئی ہے، ہم سے زیادہ ہوشیار، چالاک ہے۔ ساری نزاکتیں سمجھتی ہے کوئی بچی ہے جو سمجھاؤں؟ جوان ہوتے بچوں کی ماں ہے ماشاء اللہ۔ بھلی لوک میں نے دیکھا ہے ہمارے پوتے پوتیاں، ہمارے بیٹوں سے زیادہ محبت کرتے ہیں پھوپھی سے۔ نئی نسل کی یہ ادا مجھے بہت بھاتی ہے اظہار میں کنجوس نہیں ہے۔ دلیر بھی ہم سے زیادہ ہے ایسے ایسے فیصلے، ایسی ایسی باتیں بلا جھجک کہہ جاتی ہے جو ہم اپنے وقت میں کبھی نہ کر سکے تھے۔

''یہ تو آپ نے ٹھیک کہا ماہین کے ابا۔''

انہیں خبر ہی نہ تھی وہ کب سے ماہین کے ماں باپ سے ایک دوسرے کو مخاطب کرنے لگے تھے یعنی محبت کا ایک اور روپہلا روپ.....

☆☆☆

وہ فجر کی نماز کے بعد سوئی تو بھری دوپہر ہی آنکھ کھل سکی۔ میکا میکا ہی ہوتا ہے عمر بھلے کوئی بھی ہو وہ مسکرا دی۔ نہ کھانا بنانے کی ٹینشن نہ گھر کی صفائی ستھرائی نہ باقی ہزار جھنجٹ۔ سرشاری انگڑائی لے کر اس نے خیال کی لطافت دل میں اتاری۔ کمرے سے نکلی تو خاموشی نے استقبال کیا۔

ہو نہ ہو..... بچہ پارٹی سمیت سارا گھر نیچے لاؤنج میں ہے۔ مرد حضرات تو اپنے اپنے کام دھندوں پر تھے جو شام کو ہی آتے تھے۔ وہ نیچے چلی آئی۔ سلام کے ساتھ ہی اس کی نظر چھوٹی پھوپھو پر پڑی تو خوشی و گرم جوشی سے وہ ان کی طرف لپکی تھی جبکہ پھوپھو بھی اپنی جگہ سے فوراً اٹھی تھیں۔

''اور بال بچے تو ٹھیک ہیں تیرے؟''

''جی پھوپھو۔''

''گھر والا؟''

www.zemtime.com

"وہ بھی ٹھیک ہیں خوش و خرم ہیں۔" ہلکی مسکراہٹ آپ ہی آپ چہرے پر در آئی۔

پھوپھو بھتیجی کا جوش ہلکا پڑا تو اب پھوپھی نے ذرا تفصیلی جائزہ لینا شروع کیا، اسے اپنے پاس جگہ بنا کر تو وہ پہلے ہی بٹھا چکی تھیں۔

"اے مہین (ماہین) یہ سر پر لال کیچر لگا کر تو بالکل لال کلغی والا دیسی ککڑ لگ رہی ہو۔"

ماہین نے سٹپٹا کر بالوں رول کر کے سر کی چوٹی پر لگایا کیچر کھول دیا۔

"اوئی نوج۔" سکینہ نے کتنی مشکل سے بال لمبے کیے تھے تو تو گنجی ککڑی بن کر آ گئی۔

پھوپھو وہاں کے پانی اور موسم سے سارے بال گر گئے تھے اس لیے چھوٹے کروا دیے۔ علیزہ بچے مجھے ربڑ بینڈ دے دو۔ ماہین نے تحمل سے جواب دے کر علیزہ سے پونی مانگی۔

سارا گھر ریپیٹ ٹیلی کاسٹ میں ارطغرل ڈرامہ دیکھ رہا تھا۔ لاؤنج میں ہو کر بھی کوئی ان کی طرف متوجہ نہ تھا۔ ماہین نے انگلیوں سے بال برابر کر کے ٹیل بنالی تاکہ چھوٹی پھوپھو کے اعتراضات پر بند باندھ سکے۔ دیوار گیر بڑی سی اسکرین پر ارطغرل کا ساتھی ترگت الپ اندھا دھند دشمنوں پر کلہاڑا چلا رہا تھا۔

"اے مہین۔ تم سے وڈی چونڈی (پونی) تو اس کلہاڑے والے کی ہے۔ پھوپھو نے فرصت سے اس کی پونی پکڑ کر لمبائی و موٹائی ناپی۔ جو یقیناً ترگت کلہاڑے والے سے چھوٹی ہی بن رہی تھی۔ کیا زمانہ آ گیا ہے نہ مردوں کی پہچان رہی نہ عورتوں کی، مانو تو بھی بالکل ایسی ہی لگ رہی ہے۔" پھوپھو نے ناک پر سے انگلی اٹھا کر ایل ای ڈی کی اسکرین کی طرف کی۔ جہاں کلہاڑے کے ساتھ ساتھ ٹیل پونی بھی لہرا رہی تھی۔

"لاحول پھوپھو۔" خود کی اتنی گھنی داڑھی مونچھوں کا تصور کر کے ہی ماہین کا "تراہ" نکل گیا۔ ویکس کرواتے اسے تصور میں خود کی چیخیں گونجتی محسوس ہوئی تھیں۔

"خدا کا خوف کریں پھوپھو میری جنس تو نہ بدلیں۔ مان لیا جنگیز کوزکن (ارطغرل ڈرامے میں ترگت الپ) بہت ڈیشنگ ہے اور اس کے دلنشیں بالوں کی پونی اس سے بھی زیادہ دل آویز پر میں ماہین ہی ٹھیک ہوں۔"

ساری بچہ پارٹی ہنس رہی تھی پھوپھو کی پھوپھو تو پھوپھو سے بھی بڑھ کر تھیں۔

"اب آئے گا مزا۔" رافع نے شافع اور علیزہ، شانزہ کو آنکھ ماری۔

"ثابت ہوا ہر پھوپھو کی پھوپھو ہوتی ہے۔"

"ہاں جی، ہاں جی۔ بھائی میں تو کہتا ہوں جس نے روایتی پھوپھو نہیں دیکھی اوہ جمیا (پیدا) ہی نہیں۔" شافع نے گل فشانی کی۔

"لگ تو باسی بینگن ہی رہے ہو پر پنچ اچھا مار گئے ہو۔" ماہین نے بھنویں اچکائیں۔ "کوئی پانچ فیصد مجھ پر چلے ہی گئے ہو بھتیجے۔"

"پھوپھو! علیزہ کو دیکھو ذرا۔" رافع نے ماہین کو چچازاد کی طرف متوجہ کیا۔

"علیزہ! بچے، ایسا منہ دروازے میں انگلی آنے کے بعد بنتا ہے، جیسا تم نے ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر بنایا ہوا ہے۔"

"پھوپھو میں ڈرامے کی وجہ سے دکھی ہوں آپ جگتیں مار رہی ہیں۔"

"لو اور سن لو، ڈرامے دیکھ کر دکھی ہو لیتی ہیں یہ لڑکیاں پر مجال ہے کسی کو اصلی دکھ دے کر منہ رکھنے کو ہی شرمندہ ہو لیں۔ یہی حال اس ماہین کا تھا جیسی پھوپھی ویسی ہی بھتیجیاں۔"

"چھوٹی دادو! ماہین پھوپھو کا پتا نہیں پر اپنی علیزہ میں دکھی ہونے کی لازوال صلاحیت ہے۔ اس صلاحیت کا لوہا تو اس نے بچپن میں ہی منوا لیا تھا دکھی آتما۔" رافع نے شرارتی نظروں سے چچازاد کو دیکھا۔

"علیزہ! کہاں ہے وہ بیش قیمت لوہا، آج اسی

www.zemtime.com

کو بیچ کر پتیسا کھا لیتے ہیں، قسمیں میری پاکٹ منی زیرو ہے۔ پتیسا کھانے کا دل بھی بہت کر رہا ہے۔"
شانزے نے ٹانگ اڑائی تو عبید نے پتیسے والی آوازیں لگانا شروع کر دیں۔
"لو ہے اور اڈی والی جوتیوں سے پتیسا، سوکھی روٹیوں سے پتیسا۔"
"بیڑہ تر جائے، مختیار پائین (بھائی جان) کے گھر کو تھی بازار بنا کے رکھ دیا ہے۔ ذرا جو سکون ہو۔"

چھوٹی پھوپھی ایک دم ہی رو پڑیں، سکینہ سمیت سب کے تاثرات غمگین سے ہو گئے جبکہ ماہین حیران ہو گئی۔ ایسی کوئی بات ہی نہ تھی جس پر پھوپھو کو اتنی جلدی رونا آ جاتا۔ بڑے حوصلے والی عورت تھیں۔ ماہین بچپن سے جانتی تھی۔
ماہین کے ابا کی چار چچازاد بہنیں ہی تھیں بھائی کوئی نہ تھا جبکہ وہ خود والدین کے اکلوتے تھے۔ چاروں چچازاد ان سے چھوٹی تھیں۔ ان کو سگا بھائی ہی سمجھتی تھیں۔ بزرگوں کے بعد اسی کے گھر کو میکا سمجھتی تھیں۔

ماہین کو یاد تھا ہر عید شب برات پر اماں بڑے اہتمام سے ان چاروں کو ان کے سسرال مختلف میٹھے، سویاں، پھل فروٹ، دیسی گھی اور کپڑے بھیجتی تھیں۔ خود ماہین ابا کے ساتھ سائیکل کے اگلے ڈنڈے پر بیٹھ کر پھوپھیوں کے سسرال عیدی دینے جایا کرتی تھی۔ شروع سے ہی چالاک تھی ایک دفعہ اتفاقاً اسے اندازہ ہو گیا جو بھی پھوپھیوں کے گھر عیدی دینے جاتا تھا واپسی پر تحفے لے کر ہی آتا تھا۔ بس پھر اس نے معمول ہی بنا لیا ابا کے ساتھ جانے کا۔

چاروں اپنے اپنے گھر سکھی بستی تھیں چوتھی اور سب سے چھوٹی پھوپھی کے اولاد نہ تھی سالوں انتظار کے بعد ان کے میاں نے مختیار احمد کو اعتماد میں لے کر دوسری شادی کی بابت بات کی تھی۔ انہوں نے اپنی بہن سے پوچھا اس نے بھی اجازت دے دی۔

مختیار احمد نے ہمیشہ ان سے کہا تھا وہاں جگہ تنگ پڑ جائے تو چپ چاپ میرے گھر چلی آنا، یہ تمہارا بھی گھر ہے۔ لیکن ماہین کو یاد تھا ان کی سوتن سے بھی اچھی علیک سلیک تھی بچے بھی مل کر پالے تھے۔ پہلے پھیپھڑوں کے مرض میں مبتلا ہو کر پھوپھا گزرے پھر ان کی دوسری بیوی بھی مختلف بیماریوں کا شکار ہو کر جلد شوہر سے جا ملیں۔ یہ ساری اطلاعات اسے فون پر اماں سے ملا کرتی تھیں۔ وہ اپنے شوہر کے بچوں کے ساتھ خوش باش تھیں تو اب سارا گھر کیوں شمیم آراء جیسے دکھی تاثرات دے رہا ہے۔
"کچھ تو گڑبڑ ہے بھئی پوچھنا پڑے گا۔ پھوپھو سے ہی ڈائریکٹ پوچھتی ہوں شام کو واک پر جاتے ہوئے ساتھ لے جاؤں گی۔"
شام تک بچے بھی قدرے چپ چپ رہے، بھابھیاں بھی خاموش جبکہ سکینہ اور چھوٹی پھوپھی وقتاً فوقتاً آہیں بھرتی رہیں۔
"پھوپھو! کتنے دن رکیں گی؟" ماہین نے برائے بات خاموشی توڑی۔
"بھلے ساری عمر رہے، اس کا اپنا گھر ہے۔"
سکینہ نے ماہین کو جھاڑ ہی دیا۔
"اماں! میرا یہ مطلب نہیں تھا۔" وہ شرمندہ سی ہو گئی۔
"سکینہ بھابھی، اس کو کیا پتا، کمہار کا غصہ کھوتے پر تو نہ نکالیں۔" جواب میں سکینہ نے پھر لمبی سی آہ بھری۔
"اماں تو دکھری و جنتی مالا بنی ہوئی ہیں رات کو پھوپھی سے ہی ماجرا پوچھتی ہوں۔" ماہین نے پھر سے دل نہیں تہیہ کیا۔
رات کو دستر خوان پر اچھا خاصا اہتمام تھا۔
"نکی! تو رج کے کھانا کھا، کب سے آدھی روٹی ہاتھ میں پکڑے بیٹھی ہو۔" مختیار نے بڑی محبت سے بہن کو کھانے کی طرف متوجہ کیا۔
"بس پائین بھک (بھوک) ہی مر گئی ہوئی ہے۔"

www.zemtime.com

ماہین سمیت سارا گھر خاموشی سے کھانا کھاتا رہا، کھانے کے بعد اس نے اپنے جوگرز پہنے اور والدین کے پاس بیٹھی پھوپھی کو مخاطب کیا۔

''پھوپھو، آؤ واک کریں۔''

''نہ کاکی، میرے کون سی چربی چڑھی ہوئی ہے جو واک کرتی پھروں، زندگی سکھ آنے دیتی تو ماس بوٹی آتا۔''

''پھوپھو! صحت مند رہنے کے لیے واک کرتے ہیں، آپ میرے ساتھ آئیں تو سہی، دیکھیے گا کتنا اچھا لگے گا۔''

☆☆☆

ماہین تیز تیز قدم اٹھانے کی عادی تھی لیکن آج پھوپھو کی خاطر وہ جوں کی رفتار سے ان کے قدم سے قدم ملا رہی تھی۔

''اور سنائیں پھوپھو، کیسی گزر رہی ہے پھوپھا کے بعد؟''

''تو بوہتی (زیادہ) چالاک نہ بن مہین۔''

پھوپھو نے صاف چوٹ کی تو ماہین کھسیا گئی۔

''سیدھا سیدھا پوچھ میں سب بتاتی ہوں۔ ویسے بھی سارے جگ کو پتا ہے تم سے چھپا کر کیا کرنا، تم تو میری بیٹی ہو۔''

''چلیں سیدھا بتائیں، کیا ہوا ہے اتنی کم ہمت تو آپ کبھی نہ تھیں جواب بات بہ بات رونے لگتی ہیں۔''

''مرے ہوؤں کو روتی ہوں پتر ان کے پاس پہنچنے کے لیے دن گن رہی ہوں کب پورے ہوں، اس ذلت بھری زندگی سے تو نجات ملے۔''

''اللہ اللہ، پھوپھو! کیسی باتیں کر رہی ہیں۔''

ماہین نے بے ساختہ ان کو گلے لگایا۔

''پتر! تیرا پھوپھا بہشتی تو ایک بھی بچے کی شادی نہ کر کے گیا، ان کے بعد رقیہ (سوتن) نے چاروں کی شادیاں جلدی جلدی اپنے میکے میں کر دیں۔ جیسے اسے خبر تھی مہلت کم ہے۔'' بات کرتے کرتے انہوں ایک بار پھر سے آنکھیں صاف کیں۔

''پتر اس کے بچے تھے میں اعتراض کرنے والی کون تھی۔ جہاں جہاں اس نے شادیاں کیں چپ چاپ شریک ہوتی رہی۔ رقیہ تو چھوٹی کڑی کی شادی کے فوراً بعد اللہ کو پیاری ہوگئی۔ میں کرماں جلی ابھی تک دھکے کھا رہی ہوں۔''

ماہین نے خود ترسی کا شکار اس باون، ترپن سال کی عورت کو ترحم سے دیکھا جو کبھی بہت خوب صورت تھی اب وقت اور حالات ساتھ کم عمری کی شادی کی بدولت اپنی اصل عمر سے چند سال آگے لگ رہی تھی۔

''سال ڈیڑھ سال آنے والی بہوؤں نے مجھے برداشت کیا اب تو تین سال سے اس گھر پر بوجھ بنی ہوں۔ لڑکے بھی اپنی بیویوں کے ساتھ مل گئے ہیں۔ جب دل کرتا ہے جو دل کرتا ہے مل کر کہہ دیتے ہیں۔ اب سمجھ میں آتا ہے اسی دن کو لوگ اولاد کے لیے روتے ہیں۔ اپنی سگی اولاد ہوتی تو کبھی ایسا نہ کرتی۔ پائین، بھابھی سکینہ کو ہی دیکھ لو کیسے پھولوں کی طرح اولاد سنبھال رہی ہے۔ ایک میں ہوں چاکری بھی کرتی ہوں ان کے بچے بھی پالتی ہوں پھر بھی بری اور در در کی محتاج۔ دو وقت کی روٹی کی خاطر کیا کیا پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔''

ماہین چپ چاپ انہیں دل کا غبار نکالنے کا موقع دے رہی تھی۔

''پتر! پہلے پہل تو میں اچھے برے پر بہوؤں کو ٹوک دیتی تھی۔ کیا کرتی انسان تھی اس گھر کو بڑا سینت سینت کر ہم نے گھر بنایا تھا، اچھے برے حالات دیکھے تھے۔ نہ چاہتے ہوئے بھی ٹوکا جاتا تھا۔ جیسے ہی مجھے پتا چلا میری کوئی وقعت نہیں، میں نے ٹوکنا چھوڑ دیا سیاہ کریں سفید کریں جب مالک وہی ہیں۔ پر اب وہ مجھے برداشت نہیں کرتیں چھوٹی چھوٹی بات پر بچوں کی طرح جھڑک دیتی ہیں۔ اتنا تو وہ اپنے بچوں کو نہیں کھٹکتے جتنا مجھے۔''

پھوپھو زار و قطار رو پڑیں تو ماہین کی آنکھ بھی نم ہوگئی۔

www.zemtime.com

''جب زیادہ بیستی (بے عزتی) محسوس ہوتی ہے تو بس میں بیٹھ کر ادھر پائین کے گھر آ جاتی ہوں۔''

''تو وہ آپ کو لینے آتے ہیں پھر؟''

''کون لینے آئے گا پتر؟ ہاں پہلی واری بڑا منا کر لے گیا تھا، اس کے بعد یہ پینڈا میرے منہ لگ گیا ہے۔ کوئی نہیں آتا لینے، خود ہی روٹھتی ہوں، خود ہی مان کر واپس چلی جاتی ہوں۔ ہر چار مہینے کا کھیل ہے پتر۔''

''اس بار کیا ہوا ہے؟''

چھوٹی بہو کا کا آٹھ دس مہینے کا ہے، میں ہی سنبھالتی ہوں، چیزیں پکڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے ماشاء اللہ۔''

ان کے لہجے کی محبت پر ماہین کا دل واری واری گیا۔

''کاکے کو نیچے بٹھا کر، میں ذرا کی ذرا غسل خانے گئی تھی۔ غلطی مجھ سے یہ ہوئی میں اسے ماں کو پکڑا کر نہ گئی۔ کاکا میرے بعد (جھولا) پکڑ کر کھڑا ہو گیا۔ پنگے کی ڈولی آگے پیچھے جھولنے لگی۔ لکڑی کی مضبوط ڈولی ہے، مہین میرا بچہ گر گیا اسی ڈولی کا دھکا کھا کر پنگے کے اندر گرا، وزنی ڈولی منہ پر لگی۔ ایسا خون نکلا تھوڑی زخمی ہو گئی۔ میرا تو کلیجہ باہر آ گیا۔ اس کی ماں نے الزام لگا دیا میں نے جان بوجھ کر بچے کو اکیلا چھوڑا۔ مجھے کاکے کو ہاتھ نہ لگانے دیا کہتی ہے مجھے ویلے رہ کر کھانے کی عادت ہے۔ میں سخت دل ہوں، میں لاپروا ہوں اس لیے مجھے رب نے اولاد نہ دی۔''

پھوپھو کی آہ و بکا نے ماہین کے اعصاب جکڑ لیے، غصے کی ایک لہر تھی جو اندر سے اٹھ کر باہر کے ہر منظر پر چھانے لگی۔ اس کا دل کیا اڑ کر اس لڑکی کے پاس پہنچے اور اس کا منہ توڑ دے۔ جس نے ایک معمر خاتون کے دل پر وار کیے تھے جس نے رب کی تقسیم پر انگلی اٹھائی تھی۔ اولاد دینا اللہ کے اختیار میں ہے وہ جس کو چاہے نواز دے، کسی کی کیا مجال۔ اب اس عمر میں اولاد کے طعنے یقیناً تکلیف دہ تھے۔

''اس کے میاں نے نہیں ٹوکا؟'' ماہین نے خود پر قابو پا کر پوچھا۔

''نہیں، اس کی خاموشی بتا رہی تھی وہ بھی اپنی بیوی کو حق پر سمجھتا ہے۔ میں مجبور ہو کر ادھر آ گئی۔ اب کی بار یہی سوچا ہے پائین کی بہوؤں کی نوکر بن کر رہ لوں گی واپس نہیں جانا۔ اب تو یہی دعا ہے پائین کو اللہ لمبی زندگی دے اور مجھے پاس بلا لے۔ ان کے ساتھ ہی یہ ٹھکانا ہے بعد میں کون پوچھتا ہے۔''

''ارے نہیں پھوپھو، بھائی ایسے نہیں ہیں۔ بھابھیاں بھی اچھی ہیں، ان کی اولاد بھی اچھی ہے۔ آپ اپنا گھر سمجھ کر رہیں، آپ کی سال بھر کی شاپنگ میں کروا دوں گی، دوا وغیرہ سے بھی نہ گھبرائیں۔ وہ میں دیکھ لیا کروں گی۔''

''اللہ اور زیادہ دے، میرے بھائی کا گھر سدا آباد رہے۔''

وہ پھوپھو کی دعائیں سمیٹتی ان کا ہاتھ پکڑے واپسی کے لیے پلٹ آئی۔

☆☆☆

وہ گھر پہنچیں تو گول میز کانفرنس کا سماں تھا۔

''اماں! ابا کہاں ہیں؟''

''تمہیں پتا تو ہے وہ اس وقت تک سونے کے لیے لیٹ جاتے۔'' ماہین نے سر ہلا کر اقرار کیا۔

''پھوپھو! آپ نے سونا ہے تو آپ کا کمرہ بھی تیار ہے اور بستر بھی۔ ہمارے پاس بیٹھنا ہے تو یہیں آ جائیں۔'' بڑی بھابھی نے چارپائی پر کھسک کر ان کی جگہ بنائی۔

''ارے نہیں بڑی بہو، میں بھی نیچے جاتی ہوں۔ دیر سے لیٹوں تو صبح تڑکے آنکھ نہیں کھلتی۔ مجھے پوستیوں کی طرح سوتے رہنا بہت برا لگتا ہے۔ وقت سے اٹھے بندہ کوئی نماز کوئی قرآن پڑھے تسبیح کرے۔''

''سن لی چھوٹی دادی کی بات؟'' بڑے بھیا نے باجماعت سب بچوں کو مخاطب کیا، سب نے

www.zemtime.com

باجماعت سر جھکایا۔
پھوپھو نیچے چلی گئیں تو ماہین نے دخل اندازی کی۔
''بھائیوں، یہ چھت پر چارپائی کانفرنس کیوں ہو رہی ہے؟ بچوں کے منہ بھی لٹکے ہوئے ہیں؟''
''یہ دونوں غیرت مند کہہ رہے ہیں بہنوں کا داخلہ ہمارے کالج نہ کروائیں، یا تو علیزہ، شانزے وہاں پڑھیں گی یا ہم۔''
ماہین نے سر موڑ کر عفان اور شافع کو دیکھا، دونوں بھتیجے سر جھکائے بے بسی کی تصویر بنے ہوئے تھے۔ ماہین کو بے ساختہ اپنا وقت یاد آ گیا تو مسکراہٹ آپ ہی آپ لبوں تک آ گئی۔
''علیزہ شانزے بیٹا، آپ نے بھائیوں والے کالج میں ہی ایڈمیشن لینا ہے؟''
''نہیں پھوپھو، ہماری سب فرینڈز گورنمنٹ گرلز کالج میں ایڈمیشن لے رہی ہیں، ہم بھی وہیں لینا چاہتی ہیں لیکن پاپا، مما کہتے ہیں انہی کے کالج جانا ہے۔''
''ماہین، ہم سوچ رہے ہیں کالج ایک ہو گا تو بچیوں کو لانے لے جانے کی ڈیوٹی ہماری نہ رہے گی۔ خود بھی جاتے ہیں کالج اب بہنوں کو بھی ساتھ لے جایا کریں گے۔ بچیوں کی وین کا کرایہ بھی بچے گا۔ ان نابنجاروں کے کرتوت بھی ڈیلی بیسز پر مجھ تک پہنچتے رہیں گے۔''
''اصل مقصد ہی یہی ہے، یہ بہنیں کم جاسوس زیادہ ہوں گی۔'' شافع نے منہ دبا کر سرگوشی کی۔
''صحیح پہنچے ہو بیٹا، یہی مقصد ہے آخر مجھے پتا تو چلے کالج میں کرتے کیا ہو؟''
''پاپا! پڑھائی ہی کرتا ہوں اور کون سا پسٹل چلاتا ہوں۔'' شافع رونے والا ہو چکا تھا۔
''پسٹل کی گنجائش کہاں نکلتی ہے دن رات تو یہ توپ چلا رہے ہو، جب دیکھو انگلیاں فون پر۔'' سرفراز بھرپور غصے میں تھے۔
شافع نے فون کو توپ سے تشبیہ دینے پر کھسیا کر گر گر کرتے فون کی وائبریشن بند کی۔ ماحول کی گمبھیرتا کو دیکھ کر ماہین نے اپنی خدمات پیش کیں۔
''بھائی جان آپ سب ادھر ہی بیٹھیں۔ میں ذرا نیچے سے ہو کر آتی ہوں۔''
''اٹھو بچو، آپ لوگ بھی چلو۔'' بچہ پارٹی باجماعت اس کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی۔
''پتا نہیں کس کمینے نے بے پر کی اڑائی تھی۔ ''سرفراز دھوکا نہیں دے گا'' ہمیں تو دھوکا ہی سرفراز تاؤ نے دیا ہے۔'' عفان نے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے۔
''اور تو اور پاپا جی نے فون کو بھی توپ بنا دیا۔'' شافع نے اضافہ کیا تو علیزہ بلبلائی۔
''اب بڑے پاپا کو کچھ کہا نا تو اسی توپ کے سامنے لگا کر تم دونوں کو اڑا دوں گی۔''
''باااس..... بچوں بہت ہو گیا۔'' ماہین نے ہاتھ کھڑا کیا۔
''پھوپھو، آپ پاپا کو سمجھائیں ہمیں شرم آتی ہے۔ ہماری بہنیں بھی ہمارے ساتھ کالج یوں گئیں تو.....''
''تو کیا؟'' ماہین نے بھنویں اچکائیں۔
''پھوپھو! آپ سمجھ جائیں نا بس اچھا نہیں لگتا۔ شرم سی آتی ہے۔''
''لو بھلا آج کل دلہنیں نہیں شرماتیں، تم دونوں دکھرے شرم الدین بنے ہوئے ہو۔''
''پھوپھو! ہم نے اپنی فرینڈز کے ساتھ ہی گرلز کالج جانا ہے، آپ پاپا کو منائیں۔''
''اچھا چھوڑو میرے کندھے، کچھ سوچتی ہوں۔''
جب وہ چھت پر واپس پہنچی تو سب دودھ سوڈے کے گلاس ہاتھوں میں لیے بیٹھے تھے۔
''میں بچوں کا موقف بھی سن کر آئی ہوں۔'' اس نے اپنا گلاس اٹھایا۔
''بڑے بھیا، آپ کو یاد ہو گا آپ نے میرا داخلہ بھی اشفاق کے کالج میں کرا دیا تھا۔''

www.zemtime.com

''ہاں، مجھے سب یاد ہے۔'' سرفراز بھائی ہنس کر بولے۔ ''وہ بھی کیا دن تھے''

''جب ہم جن تھے''

ماہین نے اشفاق کی ٹھنڈی آہ والے فقرے کے ساتھ مصرعہ جوڑا۔

''بھلے دن تھے جب بڑے بھیا کالج پہنچنے پر پروفیسر، چھوٹے بھیا بائیو رکھنے پر ڈاکٹر اور منجھلے آرٹس رکھ کر لوفر مشہور تھے۔ سادہ لوگ اور سادگی ہی ان کی پہچان تھی۔ خیر میں آپ کو بتانے لگی تھی وہ دو سال میری زندگی کے زباں بندی کے سال تھے۔ میری اپنی کوئی پہچان ہی نہ تھی میری قومی شناخت اشفاق تھا۔ اس برادرانہ شناخت کی ساکھ بچانے کے لیے میں نے کیا کیا پاپڑ بیلے، اس کا اندازہ مجھے ہے۔ موسم اچھا ہے یا برا میں کلاس بنک نہیں کر سکتی تھی، نہ ٹیچر سے کہہ سکتی تھی کہ آج نہیں پڑھنا کیونکہ میں اشفاق احمد ٹاپر کی بہن تھی۔ ساری کلاس ایک دوسرے کو جگتیں مار رہی ہوتی تھی میں نے خود کو اللہ میاں کی گائے بنا کے بیٹھنا ہوتا تھا۔'' کیونکہ.....

میں اشفاق کی بہن تھی۔'' بڑی بھابھی نے فقرہ چست کیا۔

''کسی خاص موقع پر اگر کلاس میں کوئی گانا گا رہا ہے تو میرے لیے ادب عالیہ کا مقام محمد رفیع کے گانے سننا ہی تھا۔ نہ چٹکیاں بجائیں نہ دوسروں کی طرح تالیاں پیٹ سکتی تھی آخر کو بھائی کی عزت کا سوال تھا۔ ''حسرت ان بونگیوں پر جو بنا مارے ہی مر گئیں'' واحد کامن روم وہ جگہ تھی جہاں پہنچتے ہی شاعر میرے لیے کہتا تھا ''بول کہ لب آزاد ہیں تیرے'' لیکن محض پانچ منٹ کی بریک میں کوئی کتنا بول سکتا تھا۔ اتنا ہی بولتی تھی جتنا کوئی ترسا ہوا بول سکتا تھا۔''

اشفاق کے قہقہے نہ رک رہے تھے تو وہ بولی۔

''تھوڑی ہنسی بچا کر رکھو پکچر ابھی باقی ہے میرے دوست۔''

''بڑے بھیا اور تو اور اشفاق اپنا اسٹیٹکس (شماریات) کا ماسٹر جبکہ میں پانچ جمع ستائیس کے لیے بھی کیلکولیٹر ڈھونڈنے والی بندی۔ نتیجہ پتا کیا نکلتا تھا ہر ٹیسٹ والے دن میرے بجائے بیماری کی درخواست کلاس میں پہنچا کرتی تھی۔ میں کہتی ہوں اتنے کسی نے بجلی کے بل نہ دیے یوں گے جتنی میں نے بیماری درخواستیں دی ہوئی ہیں۔''

''ماہین! میم زمانی نے کبھی نہ کہا جتنی بیمار رہتی ہو کالج کے بجائے کسی اسپتال میں داخلہ کروالو۔'' اشفاق ہنستے ہوئے پوچھنے لگا۔

''ان دنوں جیسی میری صحت ہوا کرتی تھی اسپتال تو بغل میں دبا رہتا تھا۔ ایسے ناتواں کندھوں پر تمہاری کارکردگی کا بوجھ تھا کہ اب تک کمزوری محسوس ہوتی ہے۔''

''خمیرہ گاؤزباں کھایا کرو افاقہ ہوگا۔''

سب بھائی اس چھوٹی جوڑی کی نوک جھوک سے لطف اٹھا رہے تھے۔

''ان دو سالوں میں ایک ہی قابل ذکر بات تھی کلاس میں ایک لڑکی کا نکاح ہوا تھا۔ اس کے میاں نے نکاح کروا کے یورپ جانا تھا۔ اس کے ٹھاٹ دیکھ کر نکاح یافتہ ہونے کو دل کیا تھا۔''

''اس زمانے میں یورپ جانے سے پہلے سارے والدین لڑکے کا نکاح کر دیا کرتے تھے کہیں وہاں سے میم نہ امپورٹ کر لائے۔'' بڑی بھابھی نے لقمہ دیا۔

''بالکل بھابھی! اسی وجہ سے اس کا نکاح ہوا تھا۔ رخصتی لڑکے کی واپسی پر متوقع تھی وہ ہر وقت میاں کو خط میں لکھنے کے لیے اشعار ڈھونڈتی رہتی تھی۔ ساری کلاس مضمون لکھ رہی ہوتی، وہ خط لکھا کرتی تھی۔ ہر کلاس میں ایک ہی بہانہ، میرے سسرال والے آئے ہوئے تھے تو میں تیاری نہیں کر سکی۔'' ایک دن میم شبانہ کہنے لگیں۔

''چلیں آپ سسرال نامہ ہی لکھ کر دکھائیں۔''

وہ کہتی ''میڈم وہ میں کیسے لکھ سکتی ہوں؟'' میڈم نے بڑا تاریخی جواب دیا، ''نہ آپ ٹیسٹ لکھ سکتی ہیں نہ سسرال نامہ۔ بہتر ہے آپ سسرال ہی تشریف لے

www.zemtime.com

جائیں۔" اس دن جتنی اس کی عزت افزائی ہوئی نکاح شدہ کہلانے کا شوق بھی اپنی موت آپ مر گیا تھا۔ میرا تو اپنا یہی مؤقف بچے جہاں جہاں خوش ہیں وہیں ان کے داخلے کروا دیں۔ بچیاں کو ایجوکیشن سے بچنا چاہ رہی ہیں تو انہیں بچنے دیں۔ ویسے بھی اب کون سا وہ زمانے ہیں دو بچوں کے ساتھ تیسرا فری۔ سب کی سمسٹر فیس بھرنی ہی ہے۔

ماہین! میرا مقصد تھا وین کے کرائے اور ہماری بھاگ دوڑ کی بھی بچت ہو جاتی۔ ساتھ لڑکوں کی رپورٹ بھی مجھے بچیوں سے ملتی رہتی۔"

"بڑے بھیا، آپ خود چکر لگا لیا کریں لڑکوں کے کالج کا۔"

"ہاں، اب یہی کرنا پڑے گا۔"

"اماں خواہ مخواہ ہی خوش ہوا کرتی تھیں سارے گھر کے بچے گاڑی میں بھر کو ایک ہی ادارے میں جایا کریں گے۔" یاسمین نے اپنی رائے دی۔

"اماں سے کہہ دیتے ہیں بچیوں کو لڑکوں والے کالج نہیں بھیجنا خراب ہو جائیں گی۔ وہ پہلے سے زیادہ خوش ہوں گی۔"

بڑی بھابھی کے ٹکڑا توڑ جواب پر سب ہنس پڑے۔

☆☆☆

موسم بدل رہا تھا گرمی کی راجدھانی اب ختم ہونے کو تھی۔ ماہین سسرال سے واپس آئی تو اس کا استقبال چھوٹی پھوپھو کے علاوہ ایک اور انجان چہرے نے کیا۔

"ماہین! یہ بڑی بہو کے ماموں ہیں۔"

ابا جی کے تعارف کروانے کے بعد اس نے اور توجہ سے ان کا حال چال پوچھا آخر کو سب سے بڑی اور سب چھوٹی بھابھی کے ماموں تھے۔

جب وہ اپنے لیے مختص کمرے میں پہنچی تو کیا دیکھتی ہے پھوپھو کا سامان اور پھوپھو بھی وہیں موجود ہیں۔

"زیادہ حیران نہ ہو، میرا کمرہ اس کوچ داڑھی (کلین شیو) بابے کو دے دیا ہوا ہے۔"

"اوہ اچھا۔ چلیں کوئی بات نہیں پھوپھو! ہم اکٹھے رہ لیتے ہیں، ویسے بھی مہمان ہے آج نہیں تو کل چلا جائے گا۔"

"لے دس، کون سا مہمان تو اس عینکی کو بھی ادھر پکا ہی سمجھ، میری طرح اپنے بہو بیٹوں سے ناراض ہو کر آیا ہے۔"

"اب یہ نئی اطلاع ہے۔"

"نئی کاہے کی، جس دن آیا ادھر ہال کمرے (لاؤنج) میں بیٹھ کر سب کو فر فر بتا دیا۔ بھانجیاں ٹکر ٹکر منہ دیکھتی رہ گئیں۔ اتنے نخرے عورتیں نہیں کرتیں جتنے یہ عینک والا بابا کرتا ہے۔ جب دیکھو چائے پی رہا ہے، کتاب پڑھ رہا ہے، وردش (ورزش) کر رہا ہے۔ جیسے اکھاڑے میں کشتی لڑنی ہو۔ نہ تسبیح نہ قرآن۔"

"کیا ہو گیا ہے پھوپھو؟ اب کیا وہ آپ کو بتا کر نماز قرآن پڑھے؟"

"بتا کر بھلے نہ پڑھے بندہ نظر تو آ جاتا ہے، میں نے پورے ہفتے کبھی اس کے ہاتھ میں تسبیح نہیں دیکھی۔ جب بھی دیکھا ہے چائے کا کپ ہی دیکھا ہے۔ مہین میرا اندازہ ہے اس کی زنانی (بیوی) بھی چائے پکا پکا کر ہی اللہ کو پیاری ہوئی ہو گی۔"

"توبہ ہے پھوپھو۔" ماہین کو ان کے انداز پر ہنسی آ رہی تھی بمشکل قابو پا کر ڈریسنگ پر اپنے استعمال کی چیزیں رکھنے لگی۔

"توبہ تو میری ہے پتر! ایسا بے شرم بابا، توبہ توبہ۔ میرے پائین کے گھر یوں آیا بیٹھا جیسے انہوں نے گولڈ ہاؤس کھول رکھا ہو۔"

"اولڈ ہاؤس پھوپھو۔" ماہین نے کلینز راس کی جگہ پر رکھتے ہوئے تصحیح کی۔

"خصمان نوں کھائے جیہڑا وی ہاؤس ہے۔ اپنے گھروں سے روٹھے بوڑھوں والا ہی ہے ناں۔"

ماہین کو ایک دم اندازہ ہوا پھوپھو، انوار الحق کے اسی گھر میں آنے سے ان سکیور ہوئی ہیں کہ کہیں

www.zemtime.com

انہیں اب نکال نہ دیا جائے۔ اتنے بزرگ اکٹھے ہوگئے ہیں تو بہوئیں کہیں اکتا نہ جائیں۔ وہ یہ سب سوچنے میں حق بجانب تھیں۔

''پھوپھو! یہ آپ کا گھر ہے، میں وعدہ کرتی ہوں یہاں سے آپ کو کوئی جانے کو کبھی نہیں کہے گا۔ کہیں جانا نہ جانا آپ کا فیصلہ ہوگا۔'' ماہین نے ان کے ہاتھ چوم کر آنکھوں سے لگائے۔ کبھی انہی ہاتھوں نے اس کے جی بھر کر لاڈ اٹھائے تھے۔

پھوپھو کو جائے نماز پر چھوڑ کر وہ والدین کے کمرے کی طرف چلی آئی۔ دونوں کے پائنتی بیٹھ کر وہ محبت سے حال احوال دریافت کرنے لگی۔

''باقی تو سب ٹھیک ہے بیٹا! بس بہوئیں، انوار الحق صاحب کے رہنے پر کترائی کترائی ہیں۔''

''ارے بہوئیں نہیں صرف دونوں بہنیں، بڑی بہو اور یاسمین بہو۔ ماموں کے یوں آنے اور لمبے قیام کرنے پر شرمندہ سی ہیں۔''

''تو آپ دونوں نے سمجھانا تھا۔''

''سمجھایا تو تھا بیٹا، مہمان ہے اپنا رزق لے کر آیا ہے۔''

''ماہین کے ابا! بڑی بہو نے مجھے خود کہا ہے، ان کو بھی پریشانی ہے اگر حالات ایسے ہی رہے تو ان کا ماما کیسے باقی ماندہ زندگی بسر کرے گا؟''

''مسجد سے واپسی پر مجھے کہہ رہا تھا بھائی صاحب، پینشن آتی ہے، مہینے بعد لے کر شہر شہر نکل جایا کرے گا۔ آنے والے مہینے کی پینشن لے کر اس کا سوات جانے کا ارادہ ہے۔ ادھر کوئی کولیگ رہتا ہے، کہتا ہے سیر بھی ہو جائے گی وقت بھی گزر جائے گا۔''

''خوددار بھی بہت ہے آتے ہوئے ڈھیر چیزیں لے کر آیا تھا۔ دوسرے دن دودھ کے پیکٹ، چینی، چائے کی پتی اور جانے کیا کیا کارٹن بھر کر لے آیا۔ وہ تو تمہارے ابا جی سخت ناراض ہوئے تو کہتا ہے، آئندہ نہیں لاؤں گا۔ ساتھ ہی بڑی بہو کو آواز دے دی، یہ سامان کچن میں لے جاؤ۔''

''اللہ تعالیٰ کل اولاد کو نیک بنائے، مسافری میں بڑھاپا کاٹنا بہت مشکل ہے۔'' سکینہ نے جھرجھری لے کر دعا کی۔ ''بوڑھوں کی چڑچڑی طبیعت سے اولاد ہی تنگ پڑ جاتی ہے تو دوسرا کوئی کیسے سنبھال سکتا ہے۔''

''سچ کہتی ہو نیک بخت، چھوٹی بھی پریشان سی ہے جب سے انوار الحق آیا ہے۔''

ماہین محبت سے والدین کو آپس میں باتیں کرتے دیکھتی رہی، یوں جیسے وہ وہاں تھی ہی نہیں۔

سیانے سچ کہتے ہیں، جوانی جیسے تیسے گزر جاتی ہے، بڑھاپے بھی کسی کا ساتھ ضروری ہے جو تنہائی میں گئے دنوں کی گفتگو کر سکے۔ گزری تلخیوں گزری خوشیوں کو دہرا کر وقت کی نبض پر پاؤں دھر سکے۔ بڑھاپا بغیر ساتھ کے سوکھا ہوا پھول ہوتا ہے ٹہنی سے گرنے کا انتظار کرتا ہوا۔

☆☆☆

مسلسل گرتے پانی اور غراروں کی آواز کو ماہین نے کئی بار نظر انداز کرنے کی کوشش کی لیکن برا ہو اس کی کچی نیند کا آنکھ کھل ہی گئی۔ وقت دیکھا تو پتا چلا پھوپھو تہجد کے نوافل کے لیے اٹھی ہوں گی۔

''اوہو۔ معاف کرنا پتر! کل سے میں صحن والے غسل خانے میں وضو کیا کروں گی۔ آج تو تیری نیند خراب ہوگئی۔''

''کوئی بات نہیں آپ پڑھ لیں نماز۔''

''تم سو جاؤ، فجر کے وقت جگاؤں گی۔ میں ادھر ہال کمرے میں پڑھ لیتی ہوں۔''

اس عینکی بابے نے آ کر وخت ڈال دیا اچھا بھلا میرا وکھرا کمرہ تھا۔

''پھوپھو! نماز کے وقت بھی عینکی بابا۔'' ماہین نے آنکھیں اوپر چڑھا کر سونے کے لیے رخ موڑ لیا۔

فجر پڑھ کر وہ پھر سے سوئی ہوئی تھی، کوئی سہانہ خواب چل رہا تھا کہ کھاڑ کھاڑ کھلتے بند ہوتے دروازوں اور یاسمین کی دھواں دھار چیخوں نے

www.zemtime.com

مداخلت کر ڈالی۔ وہ بھاگ کر جائے وقوعہ پر پہنچی تو دائیں گیلری میں گملوں کے پاس بازو جتنا لمبا مردہ سانپ پڑا تھا جبکہ انوار الحق انکل کے ہاتھ میں پانی والا پائپ تھا غالباً اسی سے انہوں سانپ مارا تھا۔ یاسمین تھر تھر کانپ رہی تھی۔

''آنٹا گوندھ کر میں موٹر کا سوئچ آن کرنے گیلری میں آئی تھی۔ ادھر بیٹھا تھا سانپ۔'' اس نے بڑے گملے کی طرف اشارہ کیا۔ ''شکر ہے ماموں جی نے مجھے بچالیا۔''

انوار الحق نے اپنی لشکتی ٹنڈ اور آس پاس کے جھالر نما بالوں پر ہاتھ پھیرا۔

''میں جوگنگ سے آ رہا تھا۔ یاسمین کی آوازیں سن کر سیدھا گیلری میں آ گیا، پائپ ہی ملا وہی سانپ کے مار دیا۔''

''دو ہی کام آتے ہیں ورزش کرنی، قہوے پینا۔'' ماہین کے پہلو میں کھڑی پھوپھو پھر سے بڑبڑائیں تو ماہین کو پتا چلا وہ انکل کی جوگنگ کو ورزش کہتی ہیں۔

جو گھر پہلے چیخوں سے گونج رہا تھا اب موبائل کیمروں سے کھچا کھچ بنتی تصویروں کی آوازوں سے۔ پھر سارا دن انہی تصویروں کے اسٹیٹس لگتے رہے۔ سانپ کی باتیں ہوتی رہیں۔ سہ پہر کو ماہین تین بھابھیوں کے ساتھ بازار چلی گئی۔ مغرب کی اذان ہونے والی تھی جب وہ لوٹیں۔ یاسمین آٹو والے کو کرایہ دینے لگی جبکہ ماہین دوسری بھابھیوں کے ہمراہ گیٹ سے اندر داخل ہوئی تو گھر کا منظر ہی نرالا تھا۔

''پھوپھو! یہ کیا ہے؟'' ان کے ہاتھ میں پکڑے پرانے پین میں کوئلے دہک رہے تھے، باقاعدہ تڑتڑ کی آواز تک آ رہی تھی۔

''نظر نہیں آ رہا ہر مل اجوائن کی دھونی دے رہی ہوں۔ سانپ کیڑے مکوڑے سب مر جائیں گے۔ جیسے آج گھر سے سانپ نکل آیا پھر کبھی نہیں نکلے گا۔''

''کیڑوں مکوڑوں کا پتا نہیں، چھوٹی دادی! اس اسمیل اور دھونی سے ہم ضرور مر جائیں گے۔''

''بے ہدایتی نہ ہو تو کوئی نیک فال منہ سے نکال۔'' وہ علیزہ کو جھاڑتیں، پین پکڑے کونا کونا گھوم رہی تھیں۔ جب دھاڑ سے دروازہ کھول انوار الحق بھی کمرے سے باہر نکل آئے۔

''یہ بدبو کیسی ہے؟ کس قسم کا دھواں گھر میں محسوس ہو رہا ہے؟ مجھے ہر قسم کے دھویں سے الرجی ہو جاتی ہے۔''

''لو جی ان کی کسر باقی تھی۔'' پھوپھو بلند آواز میں بڑبڑاتے ہوئے موقع کا فائدہ اٹھا کر ان کے کمرے میں گھس گئیں۔

وہ ''ارے ارے'' کرتے پھوپھو کے پیچھے جبکہ وہ سب لاؤنج کے عین وسط میں کھڑے یہ سب ہوتے دیکھ رہی تھیں۔ سکینہ بیگم یقیناً چھت پر تھیں وہ روزانہ مغرب اوپر کھلے میں پڑھتی تھیں کھانا بھی وہیں کھا کر نیچے آتی تھیں۔ بار بار سیڑھیاں چڑھنا اترنا ان کے لیے ممکن نہ تھا۔

''دیکھیں وڈے پائین، سارا سارا دن آپ حجرے میں بند رہتے ہیں جیسے پردہ کرتے ہوں اندر حبس اتنا ہو رہا ہے دروازہ کھلے تو ہوا گزرے۔ کوئی سانپ، بچھو ڈس گیا تو الزام تو ہمارے گھر پر آنا ہے۔''

''بی بی سارا دن ونڈو کھلی ہوتی ہے، حبس کہاں سے ہو گیا؟ برائے مہربانی آپ اس دھونی کو بند کریں، مجھے الرجی ہے۔'' وہ اپنی عینک کے اوپر سے پھوپھو اور ان کے ہاتھ میں پکڑے پین کو دیکھ رہے تھے۔

''مغرب کے وقت دھونی دینے سے گھر سے.....''

''خاتون کا آپ کو میری بات سمجھ میں نہیں آ رہی، مجھے الرجی ہے۔'' انوار الحق نے ان کی بات بیچ سے کاٹ دی۔

''ہائے میں مر گئی، اس چٹے چاٹے میرا مطلب ہے لشکتی گنج، ہائے ہائے میرا مطلب ہے،

www.zemtime.com

اس عمر میں بھی عورتوں سے بات کرنے کی سمجھ نہیں آئی۔ قہر خدا کا یوں میرا نام میرے بہشتی خاوند نے کبھی نہ لیا تھا۔"

"خاتون میری بات....." وہ کچھ بولنا چاہ رہے تھے۔

"پھر سے نام، دیکھ رہی ہو بہو! میں نے کتنی عزت دی تمہارے مامے کو، وڈا پائین کہتی ہوں وہ میرا نام لیے جا رہا ہے۔"

"میں نے کب لیا آپ کا نام اور میں کوئی فرعون کے زمانے کا ہوں؟ چند سال ہی آپ سے بڑا ہوں گا وڈا پائین..... آنچھ ھ ھ ....." وہ جناتی چھینکوں کے درمیان بمشکل بات مکمل کر پائے۔

"انکل! ہماری پھوپھو کا نام ہی "خاتون بی بی" ہے۔" ماہین نے ہمدردانہ انداز سے ان کو دیکھ کر بات پوری کی۔ وہ اگلی چھینک کی تیاری کر رہے تھے۔

"لاحول ولا، ایسا نام بھلا کون رکھتا ہے۔"

"خبردار..... خبردار نکے پائین، میرے ماں باپ تک جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

"پھوپھو! اذان ہو رہی ہے۔" کہہ کر ماہین نے انہیں چپ کرایا۔

سیڑھیوں کے اوپر کھڑی سکینہ "کیا ہوا، کیا ہوا؟" کی الگ صدائیں دے رہی تھیں۔ مرد ابھی تک گھر نہ پہنچے تھے۔

☆☆☆

انوار الحق ہمیشہ کی طرح اپنے لیے مختص کیے کمرے میں بند تھے اندر سے ہلکی ہلکی موسیقی کی آواز آ رہی تھی، غالباً ریڈیو چل رہا تھا۔ پھوپھو خاتون سورہ ملک پڑھ رہی تھیں۔ ماہین چپکے سے کمرے سے کھسک کر اوپر چھت پر چلی آئی۔ اس کی توقع کے عین مطابق سارا گھر اوپر ہی کانفرنس کر رہا تھا۔

"دیکھو پتر! میری رائے اب بھی یہی ہے چھوٹی کو کچھ بھی کہنے سمجھانے کی ضرورت نہیں، وہ پہلے ہی دکھی اور بے سہارا ہوئی بیٹھی ہے اوپر سے ہم نے کوئی ایسی بات کر دی تو یہی سمجھے گی یہ بھی اس کا گھر نہیں ہے۔"

"جی ابا جان! ہماری بھی یہی رائے ہے۔" پانچوں بیٹے متفق تھے تو بہوؤں نے بھی اثبات میں سر ہلا دیے۔

"ماہین پتر! تم کیوں چپ ہو؟" مختیار احمد شفقت سے بولے۔

"ابا جان! میں بھی آپ کی بات سے مکمل متفق ہوں، پھوپھو تو پہلے ہی انکل کے آنے کی وجہ سے پریشان ہیں، اندر ہی اندر وہ خود کو غیر محفوظ سمجھ رہی ہیں۔ کہیں یہ ٹھکانا بھی نہ چھن جائے۔ ہم انوار انکل سے علیحدہ سے معذرت کر لیتے ہیں، ان کو برا تو لگا ہوگا۔"

"وہ میں نے بات کی ہے پتر! وہ بس نزلے کی وجہ سے اکیلے کھانا کھانے کا بول رہے تھا، ناراض نہیں ہے۔"

"ماہین! میں نے بھی بات کی تھی، ماموں کو بالکل برا نہیں لگا بلکہ وہ کہہ رہے تھے انہیں پھوپھو کا مزاج سمجھ میں آ گیا ہے۔ برا منانے کی کوئی بات ہی نہیں ہے۔ ہنس رہے تھے، کہہ رہے تھے تمہاری مامی بھی کبھی کبھار ملنگوں والی دھونی گھر لگایا کرتی تھیں۔ مامی یاد آ گئی انہیں۔" بڑی بھابھی نے ٹھنڈی سانس بھری۔

"ہماری ممانی بہت اچھی تھیں۔ ماموں الرجی کے مریض ہیں، وہ بہت خیال رکھتی تھیں، کبھی کوئی قہوہ کبھی کوئی دیسی ٹوٹکا، پنجیری بناتی رہتی تھیں۔ اب ماموں ان کی کمی بہت محسوس کرتے ہیں۔"

سب خاموش اور کسی حد تک اداس ہو گئے۔

"چلو بھئی شیرو، سویرے دفتر بھی جانا ہے گیارہ بج رہے ہیں۔"

ماہین کمرے میں آئی تو پھوپھو ابھی تک جاگ رہی تھیں۔

"آپ سوئی کیوں نہیں؟"

"تیرا انتظار کر رہی تھی۔" انہوں نے تسبیح

www.zemtime.com

سرہانے رکھ کر اس پر پھونک ماری۔

''سوچتی ہوں کچھ کام کاج کیا کروں، ایسے ویلی رہ رہ میرے گوڈے گوڈے جڑ جائیں گے۔''

''یہ بات تو آپ کی ٹھیک ہے، ایکٹور ہیں گی تو تندرست رہیں گی۔ واک کیا کریں، کبھی ٹی وی دیکھا کریں، پڑھی لکھی ہوتیں تو کتابیں پڑھتیں جیسے انوار الحق انکل پڑھتے ہیں۔''

''توبہ توبہ کیسا ڈراؤنا لگتا ہے۔ وہ عینک ناک کی چونچ پر رکھ کر کتاب پڑھتا ہوا، پھر جب دیکھتا ہے تو عینک کے اوپر سے طوطے جیسی آنکھیں لگتی ہیں۔''

ماہین کی ہنسی چھوٹ گئی۔

''پھوپھو! انکل عینک صرف پڑھنے کے لیے لگاتے ہیں، اس لیے وہ عینک کے اوپر سے جھانک کر بات کر لیتے ہیں۔''

''تہین جا میری دھی، پوچھ کر آ، نزلہ ٹھیک ہوا اس بابے کا، مجھے پریشانی لگی ہوئی ہے اس کو میرے دھونی دینے سے نزلہ لگ گیا۔''

''پھوپھو! میں اب سو رہی ہوں، صبح پوچھ لیں گے۔''

''نزلے سے تو ساری ساری رات نیند نہیں آتی، کیسے سوئے گا بے چارہ؟ مجھے پتا کر کے بتاؤ اگر ابھی نزلہ ہے تو میں سویاں پکاتی ہوں۔ بھاپ لے اور ساتھ کھا بھی لے تو آدھا ٹھیک ہو جائے گا۔ مجھے تو بہت ترس آ رہا ہے وچارے کی سگی اولاد بھی میرے بچوں جیسی نکلی، ہک ہاااا..... میں تو کہتی ہوں اس کو شادی کر لینی چاہیے۔ چنگا بھلا ٹھیک ٹھاک ہے۔''

ماہین کرنٹ کھا کر اٹھ بیٹھی، ایک نئی سوچ و نئے خیال سے بدن میں جھرجھری سی آ گئی۔

بھابھی کے ماموں اور ہماری پھوپھو کو ملا کر پھوپھا پھوپھی بنا دیتے ہیں۔ دو بے گھر لوگوں کو ملا کر نیا گھر بنوا دیتے ہیں۔

پھوپھو کی بے چینی اور پچھتاوا اور اپنا تازہ آیا خیال پکا کرنے وہ پھوپھو کے ساتھ کمرے سے باہر نکل آئی۔ پھوپھو لاؤنج میں کھڑی ہو گئیں۔ اس نے ان کے دروازے پر دستک دی۔

''کون ہے؟''

''انکل! میں ہوں ماہین، آپ کی طبیعت پوچھنی ہے۔''

''آ جاؤ بچے۔''

وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو وہ سرخ ناک کے ساتھ بے حال سے لیٹے ہوئے تھے۔

''انکل! آپ نے کوئی دوا لی؟''

''جی بیٹے! دوا تو ہر وقت پاس ہوتی ہے، کتاب اور دوا کے بنا گزارہ نہیں لیکن جب اتنی شدید الرجی ہوتی ہے تو پھر کوئی دوا اثر نہیں کرتی۔ اب نیند آئے گی تو ہی کچھ افاقہ ہو گا۔ نیند بھی اس کم بخت بہتی ناک کی وجہ سے نہیں آ رہی۔''

''چلیں، آپ تھوڑا سا وقت دیں میں پھوپھو سے کہہ کر آپ کے لیے کوئی دیسی ٹوٹکا بنوا کے لاتی ہوں، وہ ابھی جاگ رہی ہیں باقی تو سب سو چکے۔''

ماہین نے بڑا سنبھل کر گیم کا آغاز کر دیا۔ وہ باہر نکلی تو پھوپھو اس کے اشارے سے پہلے ہی کچن میں مصروف عمل ہو چکی تھیں۔

''بن گئیں سویاں؟''

''نہیں، پہلے یہ پانی کی دیگچی لے جاؤ۔ سفیدے کا تیل ڈالا ہے اس میں، اوپر کمبل یا تولیہ دے کر بھاپ لے، دماغ ہلکا ہو جائے، ناک کھل جائے گی۔''

''وہ تو ضرورت سے زیادہ کھلی ہے پھوپھو۔''

''حجت نہ کر مہین، جو کہا ہے وہ کر۔''

اس نے چپ چاپ بھاپ والے پانی کی دیگچی اٹھا لی۔

''پہلے یہ پلیٹ لے کر جاؤ، بیڈ پر پلیٹ ہو گی تو اس میں دیگچی آرام سے رکھ دینا، الماری سے کمبل بھی نکال کر رکھ کر آؤ۔''

پھوپھو کی ہدایت کے عین مطابق ماہین نے

www.zemtime.com

انوارالحق کے اوپر کمبل کی جھگی سی بنادی وہ اندر بھاپ لیتے رہے۔ پھر وہ سویاں لینے اٹھنے لگی تو پوچھ لیا۔

''انکل! کچھ فرق پڑا؟''

''بیٹا! پانچ منٹ کی بھاپ نے سکون دے دیا، آپ کا شکریہ۔ اب یہ دیگچی لے جاؤ، میں ایک دم کمبل سے باہر نہیں آنا چاہتا ورنہ خود کچن میں رکھ دیتا۔''

''نہیں نہیں، انکل! میں رکھ دوں گی۔ ابھی آپ نے سویاں بھی کھانی ہیں، ان کی بھاپ بھی لینی ہے۔ اندر ہی رہیں تو اچھا ہے۔''

جب اس نے سویوں کا باؤل جھگی میں کھسکایا تو اس پر دیسی گھی کی ننھی منی پہاڑی اور شکر کا چھڑکاؤ دیکھ کر وہ اندر سے بولے۔

''اتنا گھی کھا کر گھنٹہ واک اور کرنی پڑا کرے گی۔''

''توبہ توبہ، نزلے نے ناک توڑی ہوئی ہے، ان کو واک کی پڑی ہے۔ رہنے دو مہین، کھا لیتے تو ان کا ہی بھلا ہوتا۔''

ماہین مسکرا دی۔ جھگی میں انوارالحق، پھوپھی خاتون کی کراری آواز سن کر یقیناً سٹپٹائے ہوں گے۔

☆☆☆

صبح ماہین کے لیے بہت خاص تھی۔ وہ اپنے خیال کو گھر میں کسی کے سامنے رکھنے سے پہلے پورا پورا ہوم ورک کرنا چاہتی تھی۔ اس نے پھوپھو سے آغاز کیا۔

''پھوپھو! آپ میرے ساتھ بازار جا رہی ہیں، ہم نے سوٹ لینا ہے اور سیلون جانا ہے۔''

پھوپھو پہلے تو اپنے لیے ریڈی میڈ سوٹ لینے پر راضی نہ تھیں۔ وہ مرحلہ اس نے سر کیا پھر جب سیلون کے دروازے پر پہنچے تب پھوپھو کو پتا چلا بیوٹی پارلر کو سیلون کہتے ہیں۔ پھر جب اس نے اپنے بجائے پھوپھو کو کرسی پر بٹھایا تو اصل کھیل کا اندازہ ان کو اب ہوا۔ انہوں نے خوب واویلا کیا۔ بڈھی گھوڑی لال لگام سے لے کر جانے کون کون سے پنجابی کے محاورے بولے، اس نے مطلق پروا نہ کی۔ فیشل، برگنڈی ہیئر ڈائی، مینی کیور پیڈی کیور جیسی سروسز کے بعد اس نے زبردستی انہیں ابھی خریدا گیا ہلکا فیروزی سوٹ زیب تن کروایا۔

نفیس سوٹ، نفیس جوتے کچھ غصے اور کچھ خفت و بے چینی سے گلابی چہرہ، وہ بلا کی باوقار اور دلکش لگ رہی تھیں۔

ماہین نے ایک بار پھر تنقیدی نظر سے دیکھا، وہ کہیں سے اتنی بوڑھی اور مدقوق نہ لگیں کہ کوئی ان کے نکاح کرنے پر مذاق اڑاتا۔ ثبوت کے لیے اس نے اپنے قیمتی موبائل میں کھٹا کھٹ ان کی تصویریں بنائیں۔

''میری بھتیجی ہے بہت لاڈلی ہے میری، امریکا سے آئی ہے نا، کہتی ہے ادھر اپنی گوری سہیلیوں کو میری فوٹو دکھانی ہے اس لیے مجھے اس عمر میں یہ سب چونچلے کروا رہی ہے۔''

وہ خفت اور کچھ کچھ شرمندگی سے سیلون کی لڑکیوں کو بتا رہی تھیں۔ ماہین کو ٹوٹ کر پیار آیا۔

''آنٹی! آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں۔'' لڑکیوں نے حوصلہ افزائی کی۔

''پھوپھو! ادھر دیکھیں۔ یہ بشریٰ انصاری کا فوٹو ہے کل کا، آپ کی عمر کی ہے، دیکھیں کوئی بوڑھی لگ رہی ہے؟ نہیں نا..... آپ نے کہہ کہہ کو خود کو بوڑھا بنایا ہوا ہے۔''

''میرے بچے دیکھیں گے، میاں دیکھے گا، سب کہیں گے میری پھوپھو کتنی پیاری ہیں۔ اس لیے یہاں لے کر آئی ہوں اور تصویریں بنائی ہیں۔''

اس کی باتوں سے پھوپھو کا اعتماد بحال ہو گیا لیکن گھر میں داخل ہونے سے پہلے انہوں نے اپنی سفید چادر پھر سے سختی سے کس لی۔

یہ محض اتفاق تھا کہ انوارالحق گھر کی اکلوتی کیاری کے پاس بیٹھے اپنے جوگنگ والے جوتے صاف کرتے لیکن لہک کر گا رہے تھے۔

www.zemtime.com

نی چلیے دیے بند کلیے
تینوں جیہڑے والے رب نے بنایا
نی سوچاں وچ آپ پہ گیا
دوجا چن کدھروں چڑھ آیا
نی چلیے دیے بند کلیے

وہ غالباً اپنی الرجی ٹھیک ہونے کی خوشی منا رہے تھے۔

''عمر دیکھو اور گانے دیکھو، کیسے گا رہا ہے یہ عینکی بابا۔''

پھوپھو نے لاحول پڑھی۔ چادر اور کھینچ لی۔ ماہین پہلے انہیں ماں کے کمرے میں لے کر گئی تھی۔ سکینہ بھی حیران رہ گئیں۔ بچہ پارٹی سمیت باقی خواتین نے بھی تصدیق کی کہ پھوپھو ہرگز اتنی بوڑھی نہیں ہیں، جتنی بنی ہوئی ہوتی ہیں۔

اب دوسرا مرحلہ تھا انوار الحق سے بات کا۔ اس کے لیے اس نے شام کی واک کا سیشن رکھ لیا۔

''انکل! اختلاف کیا ہے بچوں کے ساتھ؟''

''بیٹا! اختلاف تو کوئی نہیں، میں سمجھتا ہوں بس میں مشکل مزاج ہوں، بھرپور توجہ کا عادی ہوں۔ اللہ صفیہ کو جنت میں جگہ دے شاید وہی ایسا بنا گئی ہے۔''

''میں نے تو سنا ہے آپ سے پینشن لینے کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں آپ کے بیٹے اور بہویں۔ پینشن آنے کے چند دن بعد تک سب اچھا ہوتا ہے بعد میں پھر وہی مسائل۔''

''بیٹی! میں سمجھتا ہوں فی زمانہ پیسہ ہر کسی کی ضرورت ہے، جب ہی میں بھی پینشن دے کر توجہ خریدنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں۔ ان کی اپنی زندگی ہے، جوانی ہے آخر کتنا وقت مجھ پر ضائع کریں؟ میرا مسئلہ یہ ہے مصروفیت کوئی نہیں ہے۔ ملازم پیشہ بندہ تھا وقت کی ہمیشہ قلت رہی اب جب وقت ہے کوئی کہنے سننے والا نہیں رہا، کتنی کتابیں پڑھوں؟ بیٹوں کی بیویوں سے کیا باتیں کروں؟ بیٹے سارا دن دفتر، رات کو اپنے اپنے کمرے میں۔ مسئلہ تو ہم ریٹائرڈ زندگی والوں کا ہے۔'' وہ تیز تیز واک کرتے جا رہے تھے، باتیں کرتے جا رہے تھے۔ ماہین ان کو غور سے سن کر دو جمع دو چار کرتی جا رہی تھی۔

''آپ تنہائی سے خوف زدہ ہیں انکل۔''

''بیٹا! میں سمجھتا ہوں ہماری عمر کے جتنے بھی لوگ ہیں جن کے ہم سفر اللہ کے پاس جا چکے سب تنہائی کا شکار ہیں۔ جن کے پاس مصروفیت ہے وہ تو ٹھیک ہیں ورنہ بیشتر نے قبل از وقت موت کا انتظار شروع کیا ہوا ہے۔ مسجد میں ڈیرہ جما لیا ہے یا مصلا تسبیح چوبیس گھنٹے ہاتھ میں رہی ہے۔''

ماہین کو پھوپھو یاد آئیں۔

''بیٹا! میں سمجھتا ہوں عبادت ٹائم پاس کا ذریعہ نہیں ہوتی۔ یہ تو بندگی کا اظہار ہوتی ہے جو اللہ نے فرض کی ہے، اسے پورے اخلاص اور توجہ سے زندگی کا حصہ بنایا جائے۔ لڑکے مجھے یہی کہتے ہیں 'پاپا آپ جیسے سب سارا سارا دن مسجد میں گزارتے ہیں' میں کہتا ہوں اللہ نے گھر کے سکھ سے منع تو نہیں کیا۔''

''انکل! ایک بات کہوں؟ آپ نکاح کر لیں کسی اپنے جیسی اپنی ہم عمر خاتون سے۔''

''نہیں نہیں بھئی، اس عمر میں نکاح کون کرتا ہے، اپنا مذاق بنوانے والی بات ہے۔''

''انکل! مذاق کی کیا بات ہے۔ ہمارا دین اس کی اجازت دیتا ہے، تلقین کرتا ہے۔''

''ہمارے معاشرے میں یہ سب نہیں ہوتا گوروں میں، عربوں میں کوئی برا نہ مناتا ہوگا۔ ادھر تو سب سے پہلے میرے بیٹے شرمندہ ہوں گے۔''

''انکل! آپ تو کتابیں پڑھنے والے بندے ہیں، تھوڑے ادبی سے پھر معاشرتی دباؤ کی بات کرتے اچھے نہیں لگ رہے۔ آپ کسی پر بوجھ نہیں بنیں گے کیونکہ پینشن آتی ہے۔ کوئی چھوٹی موٹی شاپ بھی بنا سکتے ہیں، علیحدہ رہ سکتے ہیں کرائے کے گھر میں۔ ویسے بھی دو لوگوں کا خرچا کتنا ہوگا۔''

ماہین نے انہیں غور سے باتیں سنتے دیکھ کر دنیا جہان کے دلائل دے ڈالے۔

www.zemtime.com

"اب اس عمر میں ایسی خاتون کہاں سے ملے گی؟"

"میں ڈھونڈوں گی، آپ راضی تو ہوں۔"

"چلو، میں بیٹوں سے مشورہ کروں گا۔"

ماہین کو والدین کی اولاد سے محبت کا ہر ہر قدم پر احساس ہو رہا تھا۔ اب دیکھنا یہ تھا اولاد کیا کرتی ہے۔

☆☆☆

ہفتے کی شام تھی۔ ہفتے کی شام کو گھر میں عید کی سی چہل پہل ہوتی تھی۔ آج بھی بیف پلاؤ، کباب، رائتہ وغیرہ بنا تھا۔ کھانا سب نے چھت پر کھلے ماحول میں کھایا تھا گو کہ موسم رنگ بدل رہا تھا۔ دو ایک بارشیں ہو جاتیں تو سردی وقت سے پہلے بھی آ سکتی تھی۔ اس وقت تک سکینہ بیگم عموماً نیچے جا چکی ہوتی تھیں لیکن آج ماہین نے ابا اماں دونوں کو روک لیا۔

انوار انکل جلد سونے اور جلدی جاگنے کے عادی تھے جبکہ پھوپھو اس وقت مختلف وظائف کرتی تھیں تاکہ ان کے گھر سے کوئی انہیں منا کر لے جائے۔ پھوپھو اور انوار انکل کی غیر موجودگی میں گھر والوں پر اپنے خیالات کے بم اسی وقت پھوڑے جا سکتے تھے۔

ماہین نے گلا صاف کر کے سب کو متوجہ کیا لیکن مخاطب صرف باپ سے ہوئی۔

"ابا جی! برا نہ منائیں تو ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔"

"کرو بیٹی۔"

"میں سوچ رہی تھی کہ..... کہ....."

"بولو! بیٹا، ایسے اٹکنے والی تو تم کبھی نہیں رہی ہو۔"

"بات ہی دراصل بڑے حجم کی ہے، حلق سے باہر نہیں نکل رہی۔" اب کے سب ہمہ تن گوش ہو گئے۔

"ابا جی! میں سوچ رہی تھی بڑی بھابھی کے ماموں اور ہماری پھوپھو کو ایک کر کے ہم پھوپھا پھوپھی بنا لیتے ہیں۔ میرا مطلب ان کی شادی کرا دیتے ہیں۔"

سب کے سب حقیقتاً انگشت بدنداں رہ گئے، سب سے پہلا دھموکا اسے اماں سے ہی پڑا۔

"بے شرم، زبان کے آگے کوئی رکاوٹ نہیں، جو منہ میں آتا ہے اگل کر رکھ دیتی ہے۔ یہ کوئی عمر ہے خاتون کی شادی کی یا پھر انوار بھائی کی؟ کوئی سنے تو کیا سوچے توبہ توبہ۔"

"اماں! کوئی جو بھی سوچتا ہے سوچنے دیں، ہمیں دین اس کی اجازت دیتا ہے۔ کچھ دن پہلے آپ لوگ ہی کہہ رہے تھے کہ جوانی جیسے تیسے گزر جاتی ہے بڑھاپے میں ساتھی کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے جو تنہائی بانٹ سکے۔ تو ہم دو تنہائی کے مارے لوگوں کو یکجا کر کے ان کا گھر بنا سکتے ہیں۔ اتنے ضعیف یا خدانا خواستہ معذور نہیں ہوئے کہ بیٹھ کر موت کا انتظار کریں۔ جو وہ کر رہے ہیں۔"

"استغفر اللہ۔ اب یہی سننے کو رہ گیا تھا، اس عمر میں پھوپھو کی شادی کر کے رخصت کرو۔" یاسمین نے زبان کھولی تو ساتھ ہی اس کے میاں نے بھی ہاں میں ہاں ملائی۔

"یاسمین بھابھی، وہ اتنی بوڑھی ہرگز نہیں، جتنی آپ بنا رہی ہیں۔ آپ نے انہیں اچھے حلیے میں دیکھ رکھا ہے۔ میں نے دکھایا تھا نا سب کو؟" ماہین نے تصدیق چاہی اور پھر اپنا موبائل اٹھا کر سیلون میں کھینچی گئی سب تصویریں باپ اور بھائیوں کے آگے کر دیں۔

سب تصویریں دیکھ کر بھی خاموش تھے۔ اب اس نے گوگل سے بشریٰ انصاری اور دوسرے سینئر فنکار دکھانے شروع کیے جنہوں نے پچاس کی عمر کے بعد شادیاں کی تھیں۔

"ابا جی! آپ جانتے ہیں پھوپھو پچاس سے پچپن کے درمیان ہیں اور ابھی سے وہ کہتی ہیں میں دن گن رہی ہوں کب اللہ پاس بلائے۔ اس سے زیادہ دکھ کی کون سی بات ہو گی کہ ایک انسان کے

www.zemtime.com

پاس زندگی۔ جینے کی امنگ یا سہارا ہی نہیں رہا۔ بلاوجہ و بلاجواز موت مانگتی رہتی ہیں۔ انہیں جینے کا حق حاصل ہے اور انوار انکل کو تنہائی کے بھوت کو شکست دینے کا بھی۔"

"مجھے کچھ سوچنے دے ماہین پتر۔" ابا جی پیشانی دبانے لگے۔

"تی بس کرنی بس کر۔ وڈی علامہ اقبال نہ ہووے تے۔" اماں کو تپ ہی چڑھے جا رہی تھی۔

"ابا جی! میں نے واک کرتے ہوئے انکل سے بات کی تھی، وہ اپنے بیٹوں سے مشورہ کرنا چاہ رہے ہیں۔"

"سارے ٹبر کو واک کریں کہہ کر باہر لے جاتی ہو، گھر آ کر نئی شرلی چھوڑ دیتی ہو۔ ہمیں تو یہ موئی واک ہی مہنگی پڑتی جا رہی ہے۔" اماں نے گویا دہائی دے ڈالی۔

"او چپ تے کر نیک بخت۔ پتر جی! آپ نے انوار سے چھوٹی کا ذکر بھی کر دیا؟" وہ سوالیہ انداز سے پوچھنے لگے۔

"نہیں ابا جی! آپ سے پوچھے بنا کیسے کر سکتی تھی، بس انہی کے حوالے سے بات کی تھی وہ کہہ رہے تھے، بیٹے راضی ہو بھی گئے تو کون خاتون شادی کرے گی۔ میں نے اتنا کہا تھا وہ میں ڈھونڈوں گی۔"

"شاباش بچہ! میں اس پر سوچتا ہوں۔ آپ بہن بھائی بھی غور کرو پھر دوبارہ اس پر بات کرتے ہیں۔"

"ماہی! کمال کرتی ہو۔ کیسی کیسی باتیں سوچ لیتی ہو۔" اشفاق ہنوز اکھڑا ہوا۔

"پھوپھو کو برداشت کرنے کے ساتھ ساتھ ان کا خرچا بھی برداشت کرنا پڑے گا کیونکہ سابقہ پھوپھا حضور کے ہاں تو ان کا کوئی بچہ نہیں۔ اب تم سوچ لو۔"

ماہین بھائی کی کنجوس اور دور اندیش فطرت سے واقف تھی، سو دکھتی رگ پر ہی ہاتھ رکھا۔

اس نے لمحوں میں حساب لگایا بیوی کا ماموں بھی آتا رہا اور پھوپھو بھی تو لامحالہ دو کمرے بھی انگیج رہا کریں گے اور..... اور..... اس نے سر جھٹک دیا۔

"مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیسے یہ سب ہوگا۔"

"اللہ نے چاہا تو ہو ہی جائے گا اگر اوپر والے کو منظور نہیں ہے تو ہم کسی صورت نہیں کر سکتے۔" ماہین نے گہری سانس کھینچ کر بات سمیٹی۔ جبکہ بچہ پارٹی حیرت سے چھوٹی دادی اور چھوٹے نانا کی شادی کا ذکر سن رہے تھے۔

"بچوں ابھی کسی نے کہیں بھی یہ بات نہیں کرنی، سمجھ گئے۔"

"جی بڑے پاپا۔"

سب نے یک زبان اور خاصی پرجوش آواز میں کہا تھا۔

"یہ تو ہندی فلموں والا سین ہمارے گھر ہونے جا رہا ہے۔" ماہین نے بھتیجوں کی سرگوشی سنی۔

☆☆☆

ماہین کو سوتے میں یوں لگا جیسے دھماکے ہو رہے ہوں فوراً ہی اس کی آنکھ کھل گئی، ساتھ ہی پھوپھو کی پاٹ دار آواز کانوں میں پڑنے لگی۔

موبائل اٹھا کر وقت دیکھا تو صبح کے چھ بج رہے تھے۔ اتوار کی وجہ سے سب نے لیٹ اٹھنا تھا لیکن باہر سے آتی آوازوں نے ماہین کو بتایا سب اٹھ چکے ہیں۔ دھماکے دروازے کھلنے کے ہی تھے۔ وہ صورت حال معلوم کرنے باہر نکلی تو پھوپھو اپنے پیر کا انگوٹھا ہاتھ سے پکڑے بیٹھی تھیں۔

"پائین! آپ نے عینک میں سے دیکھا ہوتا تو اتنی بڑی بندی بشر نظر بھی آ جاتی۔ دیکھتے تو آپ عینک کے اوپر سے ہو، کبھی شیشہ عینک کے اوپر سے دیکھنا، دیکھنا کتنے ڈراؤنے لگتے ہو۔"

"خاتون! مم..... میرا مطلب ہے بی بی (سابقہ تجربے کی روشنی میں انہوں نے خاتون کو بی بی میں تبدیل کر دیا) میں نے بتایا تو ہے میں اپنی چائے بنانے لگا تھا، آپ اتنے جارحانہ انداز سے کچن میں

www.zemtime.com

داخل ہوئیں کہ میرے ہاتھ سے ساس پین چھوٹ کر آپ کے پاؤں پر جالگا۔"

"وڈے پائین، بلیوں والی آپ حرکتیں کر رہے تھے، کھڑاک کھڑاک، میں سمجھی کچن میں بلی گھس گئی ہے۔ اس کی مرمت کے لیے کچن میں آئی تو آگے آپ نے میرے پیر کی مرمت کردی۔"

"پھوپھو! آپ ان دو جنگی جہازوں کو اکٹھا کرنا چاہتی ہیں؟ پھر ان کا گھر، گھر کم اور جنگی ہوائی اڈہ زیادہ بنا رہا کرے گا۔"

رافع کی بات پر ماہین مسکرا دی۔ یہی تو حسن زندگی ہے۔

بولیے کہ فطرت انساں ہے شکیب
جالے لگ جاتے ہیں بند مکان میں

"بی بی! میرے پاس بام ہے، وہ لگائیں فوراً۔ افاقہ ہوگا۔"

"آپ کا چائے، قہوے کا فاقہ نہ ہو جائے۔ مجھے تو افاقہ ہو ہی جائے گا۔ علیزہ پتر! بابے کو چائے کے دو جلدی سے۔"

لفظ بابا سن کر انوار الحق انکل نے زوردار لاحول پڑھی تو سب ہنس دیے۔

کوئی دو گھنٹے اباجی کے کمرے میں میٹنگ چلتی رہی جس میں ہر پانچ منٹ بعد پھوپھو اپنی گھڑی کی طرف لپکتی رہیں۔

"مختیار پائن، بہوئیں روٹی دینے سے تنگ پڑ گئی ہیں تو میں اپنی آپ پکالوں گی، خرچے کا مسئلہ ہے تو میں ایدھی چلی جاتی ہوں۔"

مختیار نے سر پیٹ لیا۔

"او چھوٹی، کوئی ہوش کر۔ کیسی باتیں کرتی ہو۔ ہم یہ رائے اس لیے دے رہے ہیں کہ تم بھی تنہا ہو، انوار بھی تنہائی کا ستایا ہوا ہے۔ اللہ کے حکم کے مطابق نکاح سے تم دونوں ایک دوسرے کے ساتھی بن جاؤ۔ جو چار دن زندگی کے بچے ہیں ایک دوسرے کا خیال رکھتے تنہائی بانٹتے گزر جائیں گے۔"

"پائین! میرے بچے تو بہت برا سمجھیں گے، اماں نے اس عمر میں بیاہ رچالیا۔"

"تم نے کیوں بیاہ رچانا؟ میں بیٹھا ہوں بڑا ہوں۔ باپ جیسا ہوں۔ میں بتاؤں گا میں اپنی بہن کا نکاح کر رہا ہوں۔ ان سے اب اتنا ہی تعلق بچا ہے۔ ہاں وہ رکھ لیتے گہرا تعلق تو اور بات تھی۔"

"پھوپھو! اگر ان کو آپ کی پروا ہوتی تو اب تک بیس بار فون کر چکے ہوتے لیکن وہ تو اٹھاتے بھی نہیں۔ انکل کے بیٹے روزانہ فون کرتے ہیں حالانکہ ناراض بھی انکل ہی ہوتے ہیں، وہ اپنے باپ کو برا بھلا نہیں کہتے۔ احترام کرتے ہیں لیکن جیسا وقت انکل کو چاہیے وہ دے نہیں پاتے۔ اس بات پر شرمندہ بھی رہتے ہیں۔"

اللہ اللہ کر کے پھوپھو نے اس شرط پر حامی بھری کہ ان کے مرحوم شوہر کے بچوں کو بھی بلایا جائے، جیسے انوار الحق کے بچے آرہے ہیں، پھر آمنے سامنے بیٹھ کر رائے لی جائے اور دی جائے۔ اس کے بعد حتمی فیصلہ ہوگا۔

☆☆☆

لاؤنج مچھلی بازار کا منظر پیش کر رہا تھا، جب مختیار احمد نے بڑا ہونے کے ناطے ہاتھ کھڑا کر کے سب کو خاموش کرایا اور صورت حال بتائی۔ حسب توقع پھوپھو کے تینوں بیٹے (مرحوم شوہر کی دوسری بیوی سے اولاد) بڑھک اٹھے لیکن بیٹی اور داماد چپ رہے۔ جبکہ انوار الحق کے بڑے بیٹے نے گفتگو کا آغاز کیا۔

"ہمارے پاپا نے بڑی سخت اور لگی بندھی زندگی گزاری ہے، ہمیں پڑھانے اور اس مقام تک لے جانے میں رات دن ایک کر دیے۔ سارا دن دفتر میں گزارتے شام پراپرٹی ڈیلنگ کرواتے، اگر دن رات ایک نہ کرتے تو شاید ہم میں سے ایک بھی کی بھی پڑھائی کی فیس ادا نہ ہوتی۔ اماں نے بھی ساری جوانی ان کے انتظار

www.zemtime.com

میں ہی گزار دی۔ اب جب ان کا وقت آیا تو اماں اللہ کو پیاری ہو گئیں.....''

اس نے ٹشو اٹھا کر آنسو پونچھنے کے لیے وقفہ کیا۔

''میں سمجھتا ہوں ہم پھر سے پیدا ہو جائیں تب بھی پاپا کا اس طرح خیال نہیں رکھ سکتے جیسے ممی نے رکھا اور انہوں نے ممی کا رکھا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ ہم سب بھی انہی کی طرح اپنے اپنے جال میں پھنسے ہوئے ہیں اپنے اور اپنے بچوں کے لیے وقت نہیں نکلتا، جو چند لمحے یا ایک دن چھٹی کا ہوتا ہے وہ بیوی بچوں، خود اور ان میں مناسب طرز پر تقسیم نہیں ہو پاتا۔ اس لیے میں اس حق میں ہوں کہ پاپا نکاح کر لیں تاکہ اس عمر ہی سہی حقیقی زندگی جی سکیں۔ ہم بھائی آپس میں خرچا بھی باندھ لیتے ہیں جو ہر ماہ پاپا کے اکاؤنٹ میں ڈالا کریں گے۔'' اس کے دونوں بھائیوں نے آنکھیں صاف کر کے بڑے بھائی کی تائید کر دی۔ انوار الحق بہتے آنسو بار بار صاف کر رہے تھے۔

''اماں! اٹھو گھر چلیں، حد ہو گئی یار! ہمارے باپ کی عزت ہے، اب اس عمر میں ہم ان کا ویاہ کروا دیں؟ بھائی جان! آپ اپنے اس ابا جی کی شادی جس سے مرضی کر لیں۔''

مختیار احمد نے سکینہ کی بید کی چھڑی اٹھالی۔

''بیٹھ او کا کا! ایویں وڈا سرپنچ نہ بن، مار مار کے تیر کی طرح سیدھا کر دوں گا۔ میں بیٹھا ہوں اپنی بہن کے بارے میں فیصلہ کرنے والا۔ تم کو تو اس لیے بلایا وہ نمانی پیار کرتی ہے تم لوگوں سے۔ اب اس کے پیار کا صلہ وڈی ساری سوچ رکھ کے دو۔ چھوٹے چھوٹے فیصلے تو ہر للو پنجو کر لیتا ہے، مرد بن کے وڈا سارا دل کر کے سوچو میرا پتر۔''

بالآخر یہ اونٹ بھی نکاح کی کروٹ ہی بیٹھا۔ گھر کی چھوٹی پارٹی نے بازو اوپر اٹھا کر مٹھیاں باندھ کر ''یے'' نعرے لگائے۔ خاتون بی بی یوں گلال ہوئیں گویا سولہ سال کی دوشیزہ ہوں۔

انوار الحق صاحب بھی بار بار اپنی ٹنڈ پر ہاتھ پھیر کر عینک کے اوپر سے ادھر ادھر دیکھتے رہے۔

''پھوپھو نے انکل کی سب سے پہلے عینک کے اوپر سے دیکھنے والی عادت ختم کرنی ہے، لکھوا لو مجھ سے۔'' ماہین نے اشفاق سے سرگوشی کی۔ یاسمین دور سے ان بہن بھائیوں کو دیکھ رہی تھی۔

طے یہ ہوا کہ انوار الحق اپنی بیگم کو لے کر اپنے شہر ہی شفٹ ہوں گے لیکن بیٹوں سے الگ اپنے دوسرے مکان میں جبکہ ہر مہینے تینوں کے بجائے ایک بیٹا مخصوص رقم ان کے اکاؤنٹ میں ڈالا کرے گا۔ گو کہ ان کی خود کی پینشن ان دونوں کے لیے کافی تھی لیکن بیٹے اپنے فرض سے راضی تھے۔

ثابت ہوا، کتابیں، رسالے، فلمیں اور اچھا ماحول بھی انسان کی شعور کی ترویج کرتا ہے۔ تم شروع سے ہم سے مختلف رہی ہو۔ اشفاق بہن کو ساتھ لگائے نم آنکھوں سے بولے جا رہا تھا۔ ماہین نے محبت سے بھائی کا ندھا چوما۔

''آؤ واک کریں۔''

ماہین کے یہ کہنے کی دیر تھی یاسمین چلا پڑی۔

''نہ بہن! میرے میاں کو واک پر نہ لے کر جانا، جس کو لے کر جاتی ہو، نئی پٹی پڑھا کر لاتی ہو۔ کیا خبر اشفاق کو دوسری شادی کی پٹی پڑھا دو تو کون ذمہ دار ہے؟''

''میں ذمہ دار ہوں پیاری بھابھی۔'' ماہین جھک کر کورنش بجالائی۔

''یہ بات ہے تو پھر ماہین! آؤ واک کریں۔'' اشفاق نے شرارت کی۔

سارا گھر گل و گلزار تھا۔ سب بزرگوں نے اپنے بچوں کی دائمی خوشیوں کی دعا کی۔ آخر یہی بچے تھے جو معاشرتی طرز زندگی سے ہٹ کر صرف ان کی خوشیوں کا خیال کرنے لگے تھے۔

☆☆

www.zemtime.com